شہید کے فضائل و مسائل

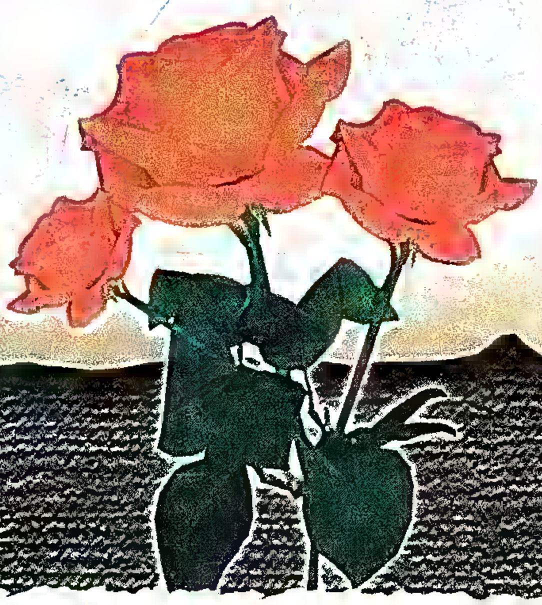

ڈاکٹر مولانا محمد زبیر اشرف عثمانی (پی ایچ ڈی)

ادارۃ المعارف کراچی

شہید کے فضائل اور مسائل

★

محمد زبیر اشرف عثمانی
خادم طلبۂ جامعہ دارالعلوم کراچی

★

ادارۃ المعارف کراچی ۱۴

باہتمام : محمد مشتاق شمسی

طبع جدید : رجب المرجب ۱۴۲۶ھ - اگست ۲۰۰۵ء

مطبع : احمد پرنٹنگ پریس ناظم آباد کراچی

ناشر : ادارۃ المعارف کراچی

فون : 5049733 - 5032020

ای میل : i_maarif@cyber.net.pk

ملنے کے پتے:

- ادارۃ المعارف کراچی
  فون: 5049733 - 5032020
- مکتبہ معارف القرآن کراچی
  فون: 5031565 - 5031566

تقریظ

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم

نحمده و نصلي علي رسوله الكريم

اس کتاب کے مصنف مولوی محمد زبیر اشرف عثمانی سلمہ، جو دارالعلوم کراچی کے استاذ اور میرے فرزند ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ نے شروع ہی سے جہاد فی سبیل اللہ کے شوق سے نوازا ہے، جہاد افغانستان کے دوران بھی وہاں جاکر کئی بار عملی شرکت کی توفیق عطا فرمائی، ان کی یہ پہلی باقاعدہ تصنیف بھی اسی موضوع سے متعلق ہے۔

اس کتاب میں شہید اور شہادت کے فضائل پر آیات قرآنیہ اور چالیس منتخب حدیثیں آسان تشریح کے ساتھ بیان کی گئی ہیں اور شہید کی اقسام ان کے احکام و مسائل اور شہیدوں کے ایمان افروز واقعات کے ساتھ ان خطرناک امور کی بھی تفصیل سے نشاندہی کی گئی ہے جو شہادت کے ثواب کو ختم کر دیتے ہیں۔

اس کتاب کا مطالعہ کر کے اور یہ دیکھ کر مجھے بہت مسرت ہوئی اور دل سے دعائیں نکلیں کہ ماشاءاللہ اس نوجوان صالح نے بڑی عرق ریزی سے اس موضع کے تقریباً ہر

پہلو کو آسان اور دلچسپ انداز میں بیان کر دیا ہے اور سارا علمی مواد مستند کتابوں سے حوالوں کے ساتھ لیا گیا ہے دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس کاوش کو مسلمانوں کیلئے نافع بنائے، اور اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر مصنف کیلئے ذخیرۂ آخرت بنائے، اور مصنف کی عمر اور علم و عمل میں اخلاص و برکت عطا فرما کر انہیں اپنے دین کی خدمت کیلئے قبول فرمائے۔

واللہ المستعان وعلیہ التکلان

محمد رفیع عثمانی عفا اللہ عنہ

۱۰ محرم الحرام ۱۴۱۹ھ

تقریظ
حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم

الحمدللہ و کفي ، و سلام علي عباده الذین اصطفي

اما بعد :

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی سورہ انعام میں ان لوگوں کو شمار فرمایا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے خصوصی انعام کیلئے منتخب فرمایا' اور جن کے راستے کی ہدایت ہر نمازی مسلمان دن میں پانچ مرتبہ اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے۔ان بلند بخت حضرات میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام اور صدیقین کے ساتھ ملا کر جن لوگوں کا تذکرہ فرمایا' وہ ''شہداء'' ہیں' یعنی وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دیدی' یا کسی اور طریقے سے شہادت کے رتبہ بلند پر فائز ہوئے۔موت تو ایک نہ ایک دن آنی ہے لیکن وہ موت جو شہادت کا منصب جلیل لیکر آئے' درحقیقت موت نہیں' بلکہ وہ ایک جاودانی زندگی ہے جس کی تمنا بھی موجب ثواب ہے۔چنانچہ حدیث میں ہے کہ ''جو شخص سچے دل سے شہادت کی تمنا رکھتا ہو' اللہ تعالیٰ اسے بھی آخرت میں شہادت کا مقام عطا فرمادیتے ہیں۔''

ہمارے زمانے میں چونکہ عرصہ دراز تک صحیح اور شرعی جہاد کا سلسلہ موقوف سارہا' اس لئے شہادت کا شوق اور اسکی تمنا' جو کبھی ہر مسلمان کو ہوا کرتی تھی' اسکی طرف توجہ ہی نہ رہی۔ اور دوسرا نقصان یہ ہوا کہ ''شہید'' کا صحیح مطلب' اس کے شرعی احکام اور شہادت کے فضائل نگاہوں سے اوجھل ہوگئے' اور یہ مقدس لفظ جس کے ساتھ ایک عظیم دینی تقدس وابستہ تھا' سیاسی اور متعصبانہ اغراض کیلئے ہر مقتول کیلئے بولا جانے لگا' خواہ وہ کسی ناجائز مقصد کیلئے یا کسی جرم کی پاداش میں قتل ہوا ہو۔

اس لئے ضرورت تھی کہ ''شہادت'' کا شرعی مفہوم واضح کرکے اس کے بارے میں قرآن و حدیث کے ارشادات منظر عام پر لائے جائیں' الحمدللہ' احقر کے برادر زادہ عزیز مولوی محمد زبیر اشرف صاحب سلمہ' (استاذ دارالعلوم کراچی) ابن حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم نے اس کتاب میں اس ضرورت کو نہایت خوش اسلوبی سے پورا کیا ہے۔ عزیز موصوف سلمہ نے پہلے شہادت اور شہداء کے بارے میں قرآن کریم کی آیات جمع کرکے ان کی ضروری تشریح کی ہے۔ پھر ذخیرہ حدیث سے ایسی چالیس احادیث منتخب کی ہیں جو شہادت کے فضائل اور صحابہ کرام کے شوق شہادت کے ایمان افروز واقعات پر مشتمل ہیں۔ ہر حدیث کا سلیس ترجمہ اور اسکی دلنشین تشریح اس طرح کی ہے کہ تمام متعلقہ موضوعات میں قاری کو بصیرت حاصل ہوتی ہے۔ پھر دوسرے باب میں ان خطرناک باتوں کو وضاحت سے بیان کیا ہے جن سے جہاد اور شہادت کا اثر ختم ہوجاتا ہے۔ اور اس سلسلے میں بھی متعدد احادیث تشریح کے ساتھ ذکر کی ہیں۔

جہاد افغانستان کے دوران شہداء کے ساتھ جو ایمان افروز واقعات پیش آئے۔ عزیز موصوف نے وہ بھی حوالوں کے ساتھ ذکر کئے ہیں' اور شہید کے فقہی احکام' اسکی تجہیز و تکفین سے متعلق ضروری مسائل جمع کئے ہیں۔

اس طرح بفضلہ تعالیٰ یہ کتاب جو مولف سلمہ کی پہلی باقاعدہ تالیف ہے اپنے اختصار کے باوجود شہداء کے فضائل و احکام پر ایک نہایت جامع کتاب بن گئی ہے۔ ماشاءاللہ

انداز بیان بھی سلیس، شگفتہ اور عام فہم ہے۔ امید ہے کہ انشاء اللہ اس کے مطالعے سے جذبہ جہاد اور شوق شہادت میں ترقی ہوگی اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیز موصوف سلمہ کی عمر، علم اور عمل میں برکت عطا فرمائیں، اور انہیں مزید علمی اور دینی خدمات کیلئے موفق فرما کر ان کی خدمات کو قبول فرمائیں، اور انہیں امت مسلمہ کیلئے نافع بنائیں۔ آمین ثم آمین۔

احقر

محمد تقی عثمانی عفی عنہ

دارالعلوم کراچی ۱۴

۷ محرم الحرام ۱۴۱۹ھ

فہرست مضامین

تقریظ۔۔۔ حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مد ظلہم ۳

تقریظ۔۔۔ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مد ظلہم ۵

باب اول

قرآن کریم میں شہید کی فضیلت ۱۵

احادیث میں شہید کے فضائل ۲۰

شہید کی خواہش ۲۰

شہادت اور حقوق کی ادائیگی ۲۱

شہادت سے قرض معاف نہیں ہوتا ۲۲

شہداء کا جنت میں اعزاز واکرام ۲۳

قاتل اور مقتول دونوں پر اللہ کی رحمت ۲۵

شہید جنتی ہے ۲۵

رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا ۲۶

خدا تعالیٰ سے وعدہ اور اس کا ایفاء ۲۸

شہادت کی صدق دل سے دعا کا انعام ۳۰

نبی کریم ﷺ کا شہادت کی تمنا کرنا ۳۱

شہید کی روز قیامت میں حاضری کی کیفیت ۳۳

حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ کا جنت میں مقام ۳۳

حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کیلئے بیتابی ۳۵
شہید کی فتنہ قبر سے حفاظت ۳۶
شہید کیلئے چھ امتیازی انعامات ۳۸
شہید کو موت کی تکلیف نہیں ہوتی ۳۹
خدا کے نزدیک محبوب ترین خون کے قطرے ۴۳
جو شخص غازی ہو کر مرا ۴۴
جنت تلواروں کے سایہ میں ۴۵
شہید کا جنت میں اعزاز واکرام ۴۶
شہید کا دوبارہ شہادت کی تمنا کرنا ۴۹
شہادت کی فضیلت ۵۰
شہید کتنی طرح کے ہوتے ہیں ۵۰
جہاد کے راستہ میں نکلنے کی فضیلت ۵۴
عمل تھوڑا ثواب زیادہ ۵۶
شہید کا خون خشک ہونے سے پہلے انعامات کی ابتدا ۵۶
جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والے ۵۷
سب سے زیادہ سخی کون ہے؟ ۵۹
ایک صحابی کا واقعہ اور ان کیلئے بشارت ۶۰
شہید کا جنت میں حسین وجمیل مکان ۶۱
شہید پر فرشتوں کے پروں کا سایہ ۶۲
حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کا جنت میں فرشتوں کے ساتھ اڑنا ۶۳
شہید کا قبر میں امتحان نہیں ۶۴
ابتدا ہی میں جنت کے اندر داخل ہونے والے ۶۵
شہدا میں سب سے افضل ۶۶

مجاہد ہر حال میں کامیاب ہے ۶۸

باب دوم

جن امور سے شہادت اور جہاد کا اثر ختم ہو جاتا ہے ۷۱
مجاہد کو نیت ہی کے اعتبار سے اٹھایا جائے گا ۷۲
مال و شہرت کیلئے جہاد کرنا ۷۳
شہید کا جہنم میں جانا ۷۴
جہاد دو طرح کے ہوتے ہیں ۷۵
مال و دولت کیلئے جہاد کرنا ۷۶
آخرت کے کام کو دنیا کیلئے کرنا ۷۷
جہاد سے دنیا کا حصول ۷۹
شہداء کے ایمان افروز واقعات ۸۲
شہداء کے مزارات اور منور شعاعیں ۸۳
شہید کی ایک اور کرامت ۸۴

شہید کے کفن دفن اور نماز جنازہ کے مسائل

شہید کی پہلی قسم ۸۸
شہید قسم اول کے احکام ۹۰
شہید کی دوسری قسم ۹۱
جو شخص پانی میں ڈوب کر مر گیا ہو ۹۶
جو لاش پھول گئی ہو ۹۶
جس لاش میں بدبو پیدا ہو گئی ہو ۹۷
جو لاش پھٹ گئی ہو ۹۷

صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ بر آمد ہو ۹۷
جو شخص جل کر مرگیا ہو ۹۷
جل کر کوئلہ ہو جانے کا حکم ۹۸
دب کر یا گر کر مرنے والے کا حکم ۹۸
عام حادثات کا شکار ہونے والے کا حکم ۹۸
جو لاش کنویں یا ملبہ سے نہ نکالی جاسکے ۹۸
جو لاش سمندر وغیرہ میں لاپتہ ہو جائے ۹۹
مسلمانوں اور کافروں کی لاشیں خلط ملط ہو کر پہچانی نہ جاسکیں ۹۹
جس میت کا مسلمان ہونا معلوم نہ ہو ۱۰۰
جس میت کو غسل یا نماز جنازہ کے بغیر دفن کر دیا گیا ۱۰۰
خودکشی کرنے والے کا حکم ۱۰۱
کسی لاش کے ٹکڑے دستیاب ہوئے ۱۰۱
دفن کے بعد باقی اعضاء ملے ۱۰۲
زندگی میں جسم سے علیحدہ ہو جانے والے اعضاء کا حکم ۱۰۲
قبر سے صحیح سالم لاش بر آمد ہو ۱۰۲
ڈاکو یا باغی لڑائی میں قتل ہو جائیں ۱۰۳
شہید کی روح کو خواب میں دیکھنے کا مسئلہ ۱۰۳
ثابت ابن قیس کی خواب میں تفصیلی ہدایات ۱۰۴
ہر ایک کو شہید کہنے کا عام رواج ۱۰۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی

شہادت ایک عظیم نعمت خداوندی ہے اور ہر مسلمان شہادت کی موت کی آرزو رکھتا ہے۔ اس کی قدروقیمت کا اندازہ محض اسی بات سے کیا جاسکتا ہے کہ خود سرکار دوعالم ﷺ بار بار شہید کئے جانے کی آرزو رکھتے تھے۔

لیکن شہادت ہے کیا؟ اور شہید شرعی اصطلاح میں کسے کہا جاتا ہے؟ شہید کے احکام و مسائل کیا ہیں؟ اور اللہ تعالیٰ نے شہید کیلئے کیسے عظیم الشان انعامات مقرر فرمائے ہیں اور کن صورتوں میں شہادت کا ثواب ختم ہو جاتا ہے۔ یہ وہ سوالات ہیں جن کو قرآن وحدیث کی روشنی میں حل کرنا ضروری ہے۔ بالخصوص ہمارے موجودہ دور میں ان تمام باتوں کی وضاحت اس لئے اور زیادہ ضروری ہوگئی ہے کہ اب بعض سیاسی مقاصد کے لئے ہر مقتول کو شہید کہا جانے لگا ہے۔ خواہ وہ کسی بھی قسم کی لڑائی میں مارا گیا ہو یا کسی جرم کی پاداش میں قتل کیا گیا ہو۔

ان تمام امور کی تفصیل اور وضاحت کیلئے یہ تحریر نذر قارئین ہے۔

شہید کو شہید کیوں کہتے ہیں اس بارے میں دو رائیں ملتی ہیں۔

پہلی رائے تو یہ ہے کہ لفظ شہید شہود سے ماخوذ ہے جس کے معنی حاضری کے ہیں لہٰذا شہید کا ترجمہ ہو گا کہ جس کے پاس ملائکہ اس کے اکرام کے طور پر حاضر ہوتے ہوں یا ترجمہ یہ ہو گا کہ جس کے لئے جنت حاضر کی گئی۔ اور لفظ "شہید" کے بارے میں دوسری رائے یہ ہے کہ "لشہید" شہادت سے ماخوذ ہے لہٰذا لفظ شہید کا ترجمہ یہ ہو گا کہ اس کے زخم اور خون اس کی شہادت دینے والے ہیں۔

باب اول

قرآن کریم میں شہید کی فضیلت

"اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰي مِنَ الْمُوْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ، یُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ، وَعْدًا عَلَیْہِ حَقًّا فِي التَّوْرَاۃِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْآنِ، وَمَنْ اَوْفٰي بِعَھْدِہٖ مِنَ اللّٰہِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِکُمُ الَّذِيْ بَایَعْتُمْ بِہٖ وَذٰالِكَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ"

(توبہ:۱۱۱)

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض میں خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی (اور خدا کے ہاتھ مال وجان بیچنے کا مطلب یہ ہے کہ) وہ لوگ اللہ کی راہ میں (یعنی جہاد میں) لڑتے ہیں جس میں کبھی قتل ہوتے ہیں اور کبھی قتل کئے جاتے ہیں۔ (یعنی وہ بیع جہاد کرنا ہے خواہ اس میں قاتل ہونے کی نوبت آئے یا مقتول ہونے کی) اس قتال پر ان سے جنت کا سچا وعدہ کیا گیا ہے توریت میں بھی اور

انجیل میں بھی اور قرآن میں بھی اور (یہ مسلم ہے کہ) اللہ تعالیٰ سے زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے (اور اس نے اس بیع پر وعدہ جنت کا کیا ہے) تو اس حالت میں تم لوگ (جو کہ جہاد کر رہے ہو) اپنی اس بیع پر جس کا تم نے اللہ تعالیٰ سے معاملہ ٹھہرایا ہے خوشی مناؤ (کیونکہ اس بیع پر تم کو حسب وعدہ جنت ملے گی) اور یہ (جنت ملنا) بڑی کامیابی ہے۔"

(معارف القرآن ج ۴ ص ۴۶۶)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یہ خرید و فروخت کا معاملہ تمہارے لئے نفع کا سودا ہے اور مبارک ہے کیونکہ جان و مال ایک فانی چیز ہے جسے دے کر ہمیشہ باقی رہنے والی چیز بدلے میں مل گئی اور غور کیا جائے تو خرچ صرف مال ہوا ہے' جان یعنی روح تو مرنے کے بعد بھی باقی رہے گی اور ہمیشہ رہے گی اور مال پر غور کیا جائے تو وہ بھی تو حق تعالیٰ کا عطیہ ہے انسان تو اپنی پیدائش کے وقت خالی ہاتھ آیا تھا اسی نے سب سامان اور مال و دولت کا اس کو مالک بنایا ہے اپنے ہی عطیہ کو آخرت کی نعمت اور جنت کا معاوضہ بنا کر جنت دیدی۔

"وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا"

(النساء: ۶۹)

"اور جو شخص اللہ و رسول کا کہنا مان لے گا تو ایسے اشخاص بھی (جنت میں) ان حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے

انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء علیہم السلام اور صدیقین (جو کہ انبیاء کی امت میں سب سے زیادہ رتبہ کے ہوتے ہیں جن میں کمال باطنی بھی ہوتا ہے جن کو عرف میں اولیاء کہا جاتا ہے) اور شہداء (جنہوں نے دین کی محبت میں اپنی جان تک دیدی) اور صلحاء، یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں۔"

(معارف القرآن ج ۲ ص ۴۶۲)

"وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ، بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ"

(البقرہ: ۱۵۴)

"اور جو لوگ اللہ کی راہ میں یعنی دین کے واسطے قتل کیے جاتے ہیں ان کی ایسی فضیلت ہے کہ ان کی نسبت یوں بھی مت کہو کہ وہ معمولی مردوں کی طرح مردے ہیں بلکہ وہ لوگ ایک ممتاز حیات کے ساتھ زندہ ہیں لیکن تم اپنے موجودہ حواس سے اس حیات کا ادراک نہیں کر سکتے۔"

(معارف القرآن ج ۱ ص ۴۰۳)

"وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ، فَرِحِيْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ"

(آل عمران: ۱۶۸-۱۶۹)

"جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیے گئے ان کو مردہ مت خیال کرو بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کے مقرب ہیں۔

ان کو رزق بھی ملتا ہے وہ خوش ہیں اس چیز سے جو کہ اللہ تعالیٰ
نے ان کو اپنے فضل و کرم سے عطا فرمائی ہے۔"
(معارف القرآن ج ۷، ص ۲۲۹)

یہاں شہداء کی پہلی فضیلت تو یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ مرے نہیں بلکہ دائمی زندگی کے مالک ہو گئے ہیں یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ بظاہر ان کا مرنا اور قبر میں دفن ہونے کا تو مشاہدہ ہے پھر قرآن مجید کی متعدد آیات میں ان کو مردہ نہ کہنے اور نہ سمجھنے کی جو ہدایت آئی ہے اس کا کیا مطلب ہے؟ اگر کہا جائے کہ حیات برزخی مراد ہے تو وہ ہر مومن و کافر شخص کو حاصل ہے کہ مرنے کے بعد اس کی روح زندہ رہتی ہے اور قبر کے سوال و جواب کے بعد مومنین صالحین کے لئے سامان راحت اور کفار و فجار کے لئے قبر کا عذاب قرآن و سنت سے ثابت ہے تو یہ حیات برزخی جب سب کے لئے عام ہے تو شہداء کی کیا خصوصیت ہوئی ہے؟

جواب یہ ہے کہ قرآن کریم کی اسی آیت نے یہ بتلایا ہے کہ شہداء کو اللہ کی طرف سے جنت کا رزق ملتا ہے اور رزق زندہ آدمی کو ملا کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس دنیا میں منتقل ہوتے ہی شہید کے لئے رزق جنت جاری ہو جاتا ہے اور ایک خاص قسم کی زندگی اسی وقت سے اس کو مل جاتی ہے۔ جو عام مردوں سے ممتاز حیثیت کی ہے۔
(معارف القرآن ج ۲ ص ۲۳۴)

"مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ
عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ
وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا"

(احزاب: ۲۳)

"ان مومنین میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ انہوں نے جس بات
کا اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا اس میں سچے اترے پھر ان میں بعض
تو وہ ہیں جو اپنا عہد پورا کر چکے مطلب یہ ہے کہ شہید ہو چکے اور

بعض ان میں شہادت کے مشتاق ہیں اور اب تک انہوں نے اس میں ذرا تغیر و تبدل نہیں کیا یعنی اپنے عزم پر قائم ہیں۔"

(معارف القرآن ج ۷ ص ۹۸)

"وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُوْنَ"

(آل عمران: ۱۵۷)

"اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارے جاؤ یا کہ اللہ کی راہ میں مرجاؤ تو یہ کوئی خسارہ نہیں نفع ہی نفع ہے کیونکہ بالضرور اللہ تعالیٰ کے پاس کی مغفرت اور رحمت (دنیا کی) ان چیزوں سے (بدرجہا) بہتر ہے جن کو یہ لوگ جمع کر رہے ہیں۔ (پس اول تو قضا ٹلتی نہیں دوسرے اللہ تعالیٰ کے پاس جانے سے کسی حال میں بچ نہیں سکتے اور دین کی راہ میں مرنا یا مارا جانا تو موجب رحمت و مغفرت ہے تو پھر ویسے مرنے سے دین ہی کی راہ میں جان دینا بہتر ہے۔)

"وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ اَجْرًا عَظِيمًا"

(النساء: ۷۴)

"جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑے گا پھر خواہ جان سے مارا جائے، یا غالب آجائے ہم ہر حال میں اس کو اجر عظیم دیں گے۔"

(معارف القرآن ج ۲ ص ۲۷۲)

احادیث میں شہید کے فضائل

شہادت کی فضیلت کے سلسلہ میں چند آیات قرآنیہ پیش کی گئیں تھیں زیر نظر سطور میں احادیث مبارکہ کی روشنی میں شہادت کی فضیلت بیان کی جارہی ہے ۔اس سلسلہ میں چالیس احادیث مبارکہ کا انتخاب کیا گیا ہے تاکہ چہل حدیث کی مستقل فضیلت بھی حاصل ہو جائے ۔امید ہے کہ قارئین بھی اس میں دلچسپی محسوس کریں گے ۔

شہید کی خواہش

حدیث نمبرا

”عن انس بن مالک یحدث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال مامن احدیدخل الجنۃیحب ان یرجع الی الدنیا و ان لہ ماعلی الارض من شیئ غیر الشہید فانہ یتمنی ان یرجع فیقتل عشر مرات لما یری من الکرامۃ“

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص جنت میں داخل ہو جاتا ہے وہ لوٹ کر دنیا میں جانا پسند نہیں کرتا اگرچہ روئے زمین کی تمام چیزیں اسے مل جائیں البتہ جب شہید اپنی عزت و تکریم کو دیکھتا ہے تو آرزو کرتا ہے کہ واپس دنیا میں لوٹ کر جائے اور دس مرتبہ پھر خدا کی راہ میں شہید کیا جائے ۔“

(مسلم شریف ج ۲ ص ۱۳۴ باب فضل الشہادۃ فی سبیل اللہ)

تشریح :۔عام جنتی جب جنت میں انعامات الہیہ دیکھتا ہے اور وہاں کے مزے محسوس کرتا

ہے تو وہ دنیا میں واپس آنے کے لئے کسی قیمت پر تیار نہیں ہوتا' کیونکہ جنت میں پہنچ کر مومن کی نگاہ میں دنیا کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے اور اس کے نزدیک اس وقت دنیا ایک انتہائی حقیر شے ہوتی ہے۔ لیکن شہید جنت کے انعامات کے مشاہدہ کے بعد یہ تمنا کرے گا کہ میں واپس دنیا میں جاؤں اور بار بار راہ خدا میں شہید کیا جاؤں۔ شہید دوسرے اہل جنت کے مقابلہ میں جنت میں جب اپنی انتہائی عزت و تکریم دیکھے گا تو وہ تمنا کرے گا کہ دوبارہ دنیا میں جائے تاکہ دوبارہ شہید ہو جائے تاکہ اور زیادہ اللہ کی جانب سے انعامات عطا ہوں' اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ شہید کو کیسے زبردست انعامات اور خصوصی اعزاز و اکرام سے جنت میں نوازا جائے گا کہ وہ بار بار شہید ہونے کے لئے دنیا میں واپس آنے کی تمنا کرنے لگتا ہے۔

شہادت اور حقوق کی ادائیگی

حدیث نمبر ۲

"عن ابی قتادہ سمعہ یحدث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قام فیھم فذکر لھم ان الجھاد فی سبیل اللہ و الایمان باللہ افضل الاعمال فقام رجل فقال یا رسول اللہ ارایت ان قتلت فی سبیل اللہ تکفر عنی خطایای فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعم ان قتلت فی سبیل اللہ و انت صابر محتسب مقبل غیر مدبر ، ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف ؟قال ارایت ان قتلت فی سبیل اللہ اتکفر عنی خطایای فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعم و انت صابر محتسب مقبل غیر مدبر

الدین فان جبرئیل علیہ السلام قال لی ذلک"

"حضرت ابو قتادہ ﷺ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہوا فرمان نقل کرتے ہیں کہ آپ نے صحابہ کرام کے مجمع میں کھڑے ہو کر فرمایا کہ جہاد فی سبیل اللہ اور ایمان باللہ سب سے افضل اعمال ہیں یہ سن کر ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ فرمائیے اگر میں راہ خدا میں مارا جاؤں تو میرے گناہوں کی معافی ہو جائے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اگر راہ خدا میں مارے جاؤ اور ایمان پر جمے رہو اور ثواب کی امید رکھو' دشمن کی جانب متوجہ رہو اور پشت پھیر کر نہ بھاگو' اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے پوچھا تم نے کیا کہا تھا؟ اس نے عرض کیا کہ میں نے کہا تھا کہ اگر میں راہ خدا میں مارا جاؤں تو میرے گناہوں کی معافی ہو جائے گی؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہاں' بشرطیکہ تم ایمان پر جمے رہو' اور ثواب کی امید رکھتے ہوئے دشمن کی جانب متوجہ رہو اور پشت پھیر کر نہ بھاگو مگر قرض معاف نہیں ہو گا کیونکہ جبرئیل ﷺ نے مجھے یہی بتایا۔"

(مسلم ج ۲ ص ۱۳۵)

تشریح :۔اس ارشاد سے جہاں شہادت کی فضیلت معلوم ہو رہی ہے وہیں اداء حقوق کی اہمیت بھی واضح ہوتی ہے۔ گناہوں کی معافی کے باوجود بندوں کے حقوق کی ادائیگی اور تلافی ضروری ہے۔

شہادت سے قرض معاف نہیں ہوتا

حدیث نمبر ۳

"عن عبد الله بن عمر و ابن العاص ان رسول الله

صلی اللہ علیہ وسلم قال یغفر للشہید کل ذنب
الا الدین "

"حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ﷺ روایت کرتے ہیں کہ
آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قرض کے علاوہ شہید کے تمام
گناہ معاف ہو جائیں گے۔"

(مسلم شریف ج ۲ ص ۱۳۵)

تشریح :- قرض کا تعلق چونکہ حقوق العباد سے ہے اس لئے یہ قرض اس کی ذمہ باقی رہ جاتا ہے لیکن اس کے علاوہ جتنے گناہ ہوں گے وہ تمام کے تمام اللہ تعالیٰ بخش دیں گے۔

شہداء کا جنت میں اعزاز و اکرام

حدیث نمبر ۴

"عن مسروق قال سالنا عبد اللہ عن ھذہ الایۃ :
"وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا
بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ" قال اما انا قد سالنا
عن ذلک فقال ارواحھم فی جوف طیر خضر لھا
قنادیل معلقۃ بالعرش تسرح من الجنۃ حیث شاءت
ثم تاوی الی تلک القنادیل فاطلع الیھم ربھم اطلاعۃ
فقال ھل تشتھون شیئا قالوا ای شیئ نشتھی ونحن
نسرح من الجنۃ حیث شئنا ففعل ذلک بھم ثلاث
مرات فلما راوا انھم لن یترکوا من ان یسالوا قالوا
یا رب نرید ان ترد ارواحنا فی اجسادنا حتی نقتل

فی سبیلک مرۃ اخری فلما رای ان لیس لھما حاجۃ

ترکوا"

"حضرت مسروق ﷺ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے آیت "وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ کی تفسیر دریافت کی، تو فرمایا کہ ہم نے بھی آنحضرت ﷺ سے یہ بات دریافت کی تھی، آپ نے فرمایا تھا ان کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں رہتی ہیں ان کے لئے کچھ قندیلیں عرش میں آویزاں ہیں جنت کے اندر جہاں چاہتے ہیں پرندے سیر کرتے ہیں۔ پھر لوٹ کر ان قندیلوں میں آجاتے ہیں، ان کا پروردگار ان کی جانب متوجہ ہوتا ہے اور فرماتا ہے کسی اور چیز کی خواہش ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ اب ہم کس چیز کی خواہش کریں جنت میں جس جگہ چاہتے ہیں سیر کرتے ہیں۔ ان کا رب ان سے تین مرتبہ یہی فرماتا ہے جب وہ دیکھتے ہیں کہ بغیر درخواست کئے چارہ نہیں تو عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ ہماری روحوں کو ہمارے جسموں میں لوٹا دیجئے تاکہ ہم پھر دوبارہ آپ کی راہ میں مارے جائیں، جب خدائے تعالیٰ دیکھتے ہیں کہ انہیں اب کوئی حاجت نہیں تو انہیں اسی حالت پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔"

(مسلم شریف ج ۲ ص ۱۳۵)

تشریح:۔ اس آیت وحدیث سے معلوم ہوا کہ شہید زندہ رہتا ہے اور اس کو رزق ملتا ہے اور رزق کی کیفیت جو حدیث میں مذکور ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ ان شہداء کی روحیں عرش کی قندیلوں میں رہتی ہیں اور یہ روحیں جنت کی نہروں سے پانی پیتی ہیں اور جنت کے پھل کھاتی ہیں۔

قاتل اور مقتول دونوں پر اللہ کی رحمت

حدیث نمبر۵

"عن ابی هریرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال یضحک الله الی رجلین یقتل احدهما الاخر کلاهما یدخل الجنة قال یقاتل هذا فی سبیل الله فیستشهد ثم یتوب الله علی القاتل فیسلم فیقاتل فی سبیل الله فیستشهد"

"حضرت ابو ہریرۃ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایسے دو شخصوں کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے جن میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کیا اور پھر دونوں جنت میں گئے۔ فرمایا یہ اللہ کی راہ میں قتال کرتا ہے اور پھر شہید ہو جاتا ہے' پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے قاتل کی توبہ قبول فرمائی یعنی وہ مشرف بہ اسلام ہوا اور اللہ کے راستہ میں جہاد کیا اور پھر وہ بھی شہید ہو گیا۔"

(مسلم شریف ج ۲ ص ۱۳۷)

شہید جنتی ہے

حدیث نمبر۶

"قال اخبرنا سفیان عن عمر و سمع جابرا یقول قال رجل این انا یا رسول الله ان قتلت ؟ قال فی الجنة فالقی تمرات کن فی یده ثم قاتل حتی قتل وفی

حدیث سوید قال رجل للنبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم احد"

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے (جہاد کے موقع پر) عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر میں مارا جاؤں تو کہاں ہوں گا؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا جنت میں' یہ سن کر اس نے چند کھجوریں جو اس کے ہاتھ میں تھیں پھینک دیں' پھر لڑا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ اور سوید کی روایت میں ہے کہ جنگ احد کے موقع پر ایک آدمی نے حضور اکرم ﷺ سے یہ عرض کیا تھا۔"
(مسلم شریف ج ۲ ص ۱۳۸)

رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا

حدیث نمبر ۷

"عن انس قال جاء ناس الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا ان ابعث معنا رجالا یعلمون القرآن والسنة فبعث الیھم سبعین رجلا من الانصار یقال لھم القراء فیھم خالی حرام یقرء ون القرآن ویتدارسون باللیل یتعلمون وکانوا بالنھار یجیئون بالماء فیضعونہ فی المسجد ویحتطبون فیبیعونہ ویشترون بہ الطعام لاھل الصفة وللفقراء فبعثھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم الیھم فعرضوا لھم فقتلوھم قبل ان یبلغوا المکان فقالوا اللھم بلغ عنا نبینا انا قد لقیناک فرضینا عنک ورضیت عنا قال واتی رجل حراما خال انس من خلفہ فطعنہ برمح

حتی انقذہ فقال حرام فزت و رب الکعبۃ فقال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاصحابہ ان
اخوانکم قد قتلوا و انھم قالوا اللھم بلغ عنا نبینا انا
قد لقیناک فرضینا عنک و رضیت عنا۔"

"حضرت انس ﷺ بیان فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ آنحضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگے ہمارے ساتھ کچھ آدمی بھیج دیں جو ہمیں قرآن و حدیث سکھلائیں، آپ نے ان کے ساتھ ستر انصاریوں کو کر دیا جنہیں قاری کہا جاتا تھا۔ ان میں میرے ماموں حرام[1] بھی تھے۔ یہ انصاری قرآن کریم پڑھا کرتے تھے۔ اور رات کو قرآن کریم کے درس و تدریس اور سیکھنے میں مصروف رہتے اور دن میں پانی لاکر مسجد میں رکھتے اور (جنگل) سے لکڑیاں لاکر فروخت کر کے کھانا اہل صفہ اور دیگر فقراء کو کھلایا کرتے، جب آنحضرت ﷺ نے انہیں روانہ کر دیا، تو منزل مقصود تک پہنچنے سے قبل ہی کفار نے انہیں مار ڈالا اس وقت ان شہداء نے کہا الٰہی تو ہمارے نبی کو یہ اطلاع پہنچا دے کہ ہم اللہ سے مل گئے پس ہم اس سے راضی ہیں وہ ہم سے راضی ہو گیا' اسی واقعہ میں میرے ماموں حرام کے پیچھے سے ایک شخص نے آکر نیزہ مارا وہ آر پار نکل گیا۔ حرام بولے 'رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا' چنانچہ نبی کریم ﷺ نے (مدینہ طیبہ میں یہ وحی آنے پر) صحابہ کرام سے فرمایا تمہارے بھائی شہید ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ اے اللہ! ہمارے نبی کو خبر کر دے کہ ہم تجھ سے

---

[1] حرام عربی میں محترم کو بھی کہتے ہیں جیسے المسجد الحرام' نام ہونے کی صورت میں اس لفظ کا یہی مفہوم مراد لیتے ہیں۔

مل گئے ہیں اور ہم تجھ سے راضی ہیں اور تو ہم سے راضی ہے۔“

(مسلم شریف ج ۲ ص ۱۳۹)

تشریح :۔جب حضرت حرام رضی اللہ عنہ کو شہادت نصیب ہوئی تو ان کا یہ فرمانا ”رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا“ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ در حقیقت ان حضرات کے نزدیک اصل کامیابی و کامرانی یہ ہے کہ رضائے الٰہی میں جان دے دیں ان کی جب یہ خواہش پوری ہوئی تو منہ سے بے ساختہ یہ مذکورہ کلمات نکل آئے ۔اصل بات بھی یہی ہے کہ انسان کی یہ زندگی چند روزہ ہے موت تو ایک اٹل حقیقت ہے وہ ہر حال میں آتی ہے ۔لہٰذا اگر شہادت کی موت نصیب ہو جائے ۔جس کی تمنا نبی کریم ﷺ کیا کرتے تھے ۔تو یہ انتہائی خوش بختی کی بات ہے اور اعلیٰ درجہ کی کامیابی ہے۔

خدا تعالیٰ سے وعدہ اور اس کا ایفاء

حدیث نمبر ۸

”قال انس عمی الذی سمیت به لم یشهد مع رسول الله صلی الله علیه وسلم بدرا ، قال فشق علیه ، قال ”اول مشهد شهده رسول الله صلی الله علیه وسلم غبت عنه و ان ارانی الله مشهدا فیها بعد مع رسول الله صلی الله علیه وسلم لیرانی الله تعالی ما اصنع“ قال فهاب ان یقول غیرها ، قال فشهد مع رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم احد فقال فاستقبل سعد بن معاذ فقال له انس یا اباعمرو این ؟ فقال ”واها لریح الجنة اجده دون احد“ قال فقاتلهم حتی قتل ، قال فوجد فی جسده بضع و

ثمانون من بین ضربة وطعنة ورمیة قال فقالت اخته عمتی الربیع بنت النضر فما عرفت اخی الابننانه ونزلت ھذہ الایة رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا" قال فکانوا یرون انھا نزلت فیه وفی اصحابه"

"حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میرے چچا جن کے نام پر میرا نام رکھا گیا، وہ جنگ بدر میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ شریک نہیں تھے اور یہ غیر حاضری انہیں بہت شاق گذری، کہنے لگے یہ پہلا معرکہ تھا جس میں رسول اللہ ﷺ بنفس نفیس موجود تھے۔ اور میں غیر حاضر تھا، آئندہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے آنحضرت ﷺ کی ہم رکابی میں کوئی دوسرا معرکہ دکھایا تو خدا تعالیٰ بھی دیکھ لے گا کہ میں کیا کرتا ہوں، اس کے علاوہ کچھ اور کہنے (یعنی کسی متعین کام کا وعدہ کرنے) سے ڈرے (کہ کہیں وعدہ خلافی نہ ہو جائے)۔ الغرض جنگ احد کے دن رسول کریم ﷺ کے ساتھ معرکہ میں حاضر ہوئے اور سامنے سے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ آتے ہوئے نظر آئے انس رضی اللہ عنہ بولے ابو عمرو کہاں چلے؟ مجھے تو احد پہاڑ کی جانب سے جنت کی خوشبو آرہی ہے پھر وہ کافروں سے لڑے، یہاں تک کہ شہید ہو گئے اور ان کے جسم پر اسی (۸۰) سے کچھ اوپر تلوار نیزے اور تیر کے زخم موجود تھے، ان کی بہن یعنی میری پھوپھی ربیع بنت النضر نے کہا کہ میں نے اپنے بھائی کی لاش انگلیوں سے پہچانی اور اسی موقعہ پر یہ آیت نازل ہوئی وہ لوگ جنہوں نے اپنے اس عہد کو جو انہوں نے اللہ

سے کیا تھا پورا کر دکھایا بعض تو ان میں سے اپنا کام کر چکے اور بعض انتظار میں ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرت انس ﷺ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔"

(مسلم شریف ج ۲ص ۱۳۹)

تشریح:۔چونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کر لیا تھا کہ اگر مجھے نبی کریم ﷺ کی ہم رکابی میں کوئی دوسرا معرکہ نصیب ہوا تو خدائے تعالیٰ بھی دیکھ لے گا کہ میں کیا کرتا ہوں۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جنگ احد میں ان کی یہ خواہش پوری فرمادی اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ جہاد میں شریک ہوئے وعدہ پورا کرنے کا وقت تھا اور اس کا اللہ تعالیٰ سے وعدہ بھی کر لیا تھا چنانچہ انتہائی پامردی اور شجاعت کا مظاہرہ کیا اور شہادت کے بلند مقام پر فائز ہوئے' ان کی شجاعت اور بہادری کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ان کے جسم پر اسی سے زیادہ زخم آئے تھے۔جو آپ کی بہادری' شجاعت وہمت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔یہ حقیقت ہے کہ جو انسان اللہ کے لئے لڑتا ہے اور اپنی جان اللہ کی راہ میں قربان کرنا باعث سعادت سمجھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ایسی ہی بہادری ہمت اور عزم عطا کرتے ہیں۔

شہادت کی صدق دل سے دعا کا انعام

حدیث نمبر۹

"عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من طلب الشهادة صادقا اعطیها ولو لم تصبه"

"حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص سچے دل کے ساتھ شہادت طلب کرے اس کو اللہ تعالیٰ شہادت کا ثواب عطا فرمادیتے ہیں۔اگرچہ اس کو شہادت نصیب نہ ہو۔"

(مسلم شریف ج ۲ص ۱۴۱)

حدیث نمبر ۱۰

"حدثنی ابو شریح ان سھل بن ابی امامۃ بن سھل بن حنیف حدثہ عن ابیہ عن جدہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من سال اللہ الشھادۃ بصدق بلغہ اللہ منازل الشھداء و ان مات علی فراشہ"

"حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے سچے دل کے ساتھ شہادت طلب کرے اللہ تعالیٰ اسے شہداء کے درجہ تک پہنچا دیتے ہیں۔ اگرچہ وہ اپنے بستر پر ہی مرا ہو۔"

(مسلم شریف ج ۲ ص ۱۴۱)

تشریح:۔ ان دونوں روایات سے یہ معلوم ہوا کہ اگر کوئی انسان شہادت کی تمنا کرے اور اللہ تعالیٰ سے صدق دل سے اسکی دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو شہادت کا ثواب عطا فرما دیتے ہیں' اگرچہ اس کی موت شہادت کے طریقہ پر نہ ہو' یہ دعا و تمنا تو ہر مسلمان کو ضرور کرنی چاہئے کہ یا اللہ جب ہماری موت کا وقت آئے تو شہادت عظمیٰ عطا فرما۔ کیونکہ موت ایک ایسی اٹل حقیقت ہے جس سے انکار ممکن نہیں' جو رات انسان کی قبر میں آنی ہے وہ کبھی باہر نہیں آسکتی۔ اس لئے اس دعا کے کرنے میں سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ مسلمان کو موت کسی بھی حالت میں آئے تو وہ شہادت کے مرتبہ پر انشاءاللہ ضرور فائز ہو گا' اور محض صدق دل سے دعا و تمنا کرنے سے اس کو وہ عظیم الشان مرتبہ مل جائے گا جس کی تمنا نبی کریم ﷺ بھی فرمایا کرتے تھے۔ جیسا کہ اگلی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا شہادت کی تمنا کرنا

حدیث نمبر ۱۱

"وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال ، قال : رسول اللہ

صلی اللہ علیه وسلم و الذی نفسی بیدہ لولا ان
رجالا من المومنین لاتطیب انفسهم ان یتخلفوا
عنی ولا اجد ما احملهم علیه ما تخلفت عن سریة
تغزوا فی سبیل اللہ و الذی نفسی بیدہ لوددت ان
اقتل فی سبیل اللہ ثم احیی ثم اقتل ثم احیی ثم اقتل"

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ بہت سے مسلمان (جن کو سواری کا جانور میسر نہیں) اس بات سے خوش نہیں ہوں گے کہ وہ مجھ سے پیچھے (مدینہ میں) رہ جائیں' جبکہ میرے پاس بھی اتنے جانور نہیں کہ سب کو سواری کیلئے دے کر سب کو اپنے ساتھ جہاد میں لے جاسکوں' تو میں اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کسی بھی لشکر سے پیچھے نہ رہتا۔ (لیکن ان نادار مسلمانوں کی دلداری کے لئے بسا اوقات میں خود بھی جہاد میں جانے سے رک جاتا ہوں' اور جہاد میں سواروں کو بھیجدیتا ہوں۔) قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میری خواہش و تمنا تو یہی ہے کہ میں اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں' پھر مارا جاؤں۔"

(مسلم شریف ج ۲ ص ۱۳۳)

تشریح:۔ یعنی بار بار زندہ کیا جاؤں اور بار بار مارا جاؤں تاکہ ہر بار شہادت کا نیا ثواب پاؤں اس ارشاد گرامی سے نبی کریم ﷺ کا جذبہ جہاد اور شوق شہادت کا بے پناہ اظہار ہوتا ہے' حالانکہ نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی وہ ہے جو کہ معصوم ہے اور یہ وہ ذات ہے کہ جو حوض کوثر پر امت محمدیہ کو سیراب کرے گی' یہ وہ ہستی ہے کہ جو اپنی امت کی جنت میں داخلہ کی

سفارش کرے گی۔اس کے باوجود آپ جذبہ شہادت کا اظہار فرمارہے ہیں ۴س سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شہادت کا کیسا مرتبہ رکھا ہے اور اس کا کیا مقام ہے۔

شہید کی روز قیامت میں حاضری کی کیفیت

حدیث نمبر ۱۲

"وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال، قال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایکلم احد فی سبیل اللہ و اللہ اعلم بمن یکلم فی سبیلہ الا جاء یوم القیمۃ و جرحہ یثعب اللون لون دم و الریح ریح مسک"

"اور حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص خدا کی راہ میں یعنی جہاد میں زخمی ہو جاتا ہے۔اور خدا اس شخص کو خوب جانتا ہے جو اس کی راہ میں زخمی ہوتا ہے۔ تو وہ مجاہد قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کے زخم سے خون بہتا ہو گا اس کا رنگ خون کے سے رنگ کا ہو گا ور اس کی بو مشک کی خوشبو کی طرح ہو گی۔"

(مسلم شریف ج ۲ ص ۱۳۳ باب فضل اللہ والخروج فی سبیل اللہ)

حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ کا جنت میں مقام

حدیث نمبر ۱۳

"وعن انس ان الربیع بنت البراء وھی ام حارثۃ بن سراقۃ اتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ الا تحدثنی عن حارثۃ وکان قتل یوم بدر

اصابه سهم غرب فان کان فی الجنة صبرت و ان
کان غیر ذلک اجتهدت علیه فی البکاء فقال یا ام
حارثة انها جنان و ان ابنک اصاب الفردوس
الاعلی"

''حضرت انس ﷛ فرماتے ہیں کہ (میری پھوپھی) حضرت ربیع بنت براء جو حضرت حارثہ بن سراقہ کی ماں ہیں ایک دن نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہنے لگیں کہ ''یا نبی اللہ'' کیا آپ مجھ سے میرے بیٹے حارثہ ﷛ کا حال بیان نہیں کریں گے۔ اور یہ حضرت حارثہ ﷛ 'جنگ بدر میں شہید ہوگئے تھے اور ان کو ایک ایسا تیر لگا تھا جس کا چلانے والا معلوم نہ ہوا کہ کون تھا۔ اگر وہ جنت میں ہوں تو میں صبر کروں اور اگر وہ کسی اور جگہ ہیں تو میں ان پر بے تحاشہ روؤں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''حارثہ کی ماں! حقیقت یہ ہے کہ جنت میں بہت سے باغ ہیں اور تمہارا بیٹا فردوس اعلیٰ میں پہنچا ہوا ہے' (جو جنت کا سب سے اعلیٰ درجہ ہے۔)''

(رواہ البخاری مشکوۃ ص ۳۳۱)

تشریح:۔ اپنی جان کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنا اللہ تعالیٰ کو انتہائی محبوب ہے اور اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ شہید کو جنت الفردوس سے نوازتے ہیں۔ شہادت پر اتنا بڑا انعام اس لئے دیا جاتا ہے کہ انسان اپنی جان کو سب سے زیادہ محبوب سمجھتا ہے۔ اور اس کی حفاظت کرتا ہے حتی کہ ذرا سی تکلیف بھی اگر ہوتی ہے تو اس کے لئے علاج معالجہ کراتا ہے۔ چنانچہ اس کے باوجود جب وہ اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر اس کو محض خدا تعالیٰ کے لئے قربان کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس قربانی پر اس کو انعام و اکرام سے بھی خوب نوازتے ہیں۔

حضرت عمیر ؓ کی شہادت کے لئے بیتابی

حدیث نمبر ۱۴

"وعن انس رضی اللہ عنه قال انطلق رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم و اصحابه حتی سبقوا المشرکین الی بدر وجاء المشرکون فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قوموا الی جنة عرضها السموت والارض، قال عمیر بن الحمام بخ بخ۔ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ما یحملک علی قولک بخ بخ قال لا واللہ یا رسول اللہ الا رجاء ان اکون من اهلها قال فانک من اهلها قال فاخرج تمرات من قربة فجعل یاکل منهن ثم قال لئن انا احییت حتی اکل تمراتی انها لحیوة طویلة قال فرمی بما کان معه من التمر ثم قاتلهم حتی قتل"

"حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام روانہ ہوئے اور مشرکوں سے پہلے بدر کے میدان جنگ میں پہنچ گئے پھر جب مشرکین کا لشکر آیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ "جنت کے راستہ پر کھڑے ہو جاؤ" وہ جنت جس کا عرض زمین و آسمان کے برابر ہے۔ حضرت عمیر بن الحمام ؓ نے یہ سن کر فرمایا' خوب خوب' رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم نے خوب خوب کیوں کہا۔ حضرت عمیر ؓ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے یہ الفاظ کسی اور مطلب یا تعجب کی وجہ

سے نہیں کیے بلکہ اس امید پر کیے ہیں کہ میں بھی جنتی بنوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ تم جنتی ہو۔ راوی فرماتے ہیں کہ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے سرکار دو عالم ﷺ کی زبان مبارک سے یہ بشارت سن کر اپنے ترکش سے کھجوریں نکالیں اور ان کو کھانا شروع کیا پھر بولے اگر میں ان تمام کھجوروں کو کھانے تک زندہ رہا تو یہ تو طویل زندگی ہوگی' چنانچہ انہوں نے ان کھجوروں کو جو ان کے پاس تھیں پھینک دیا اور کفار سے لڑنے لگے یہاں تک کہ شہید ہوگئے۔"

(مشکوۃ ص ۳۳۱)

تشریح :۔ "جنت کے راستہ پر کھڑے ہو جاؤ" کا مطلب یہ ہے کہ اس عمل کی راہ اختیار کرو جو جنت میں لے جانے کا باعث ہے اور وہ جہاد ہے۔

"جس کا عرض زمین و آسمان کے برابر ہے" اس ارشاد کے ذریعہ درحقیقت جنت کی وسعت و کشادگی کو بیان کرنا ہے چنانچہ اس مقصد کے لئے زمین و آسمان کے فاصلہ کے ساتھ اس کو تشبیہ دی گئی ہے۔ جس سے زیادہ وسیع و عریض چیز انسان کے مشاہدے میں نہیں ہے۔

حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد "یہ تو طویل زندگی ہوگی" سے مراد یہ تھی کہ اگر میں ساری کھجوریں کھانے کا انتظار کروں اور اس وقت تک زندہ رہوں تو میرے لئے یہ لمحات زندگی بھی طویل ہی ہوں گے۔ جب کہ آرزو یہ ہے کہ اب ایک منٹ ضائع کئے بغیر خدا کی راہ میں اپنی جان قربان کر دوں اور شہادت کا مرتبہ حاصل کر کے جنت حاصل کرلوں۔

(مظاہر حق ج ۳ ص ۲۷)

شہید کی فتنہ قبر سے حفاظت

حدیث نمبر ۱۵

"وعن فضالة بن عبيد يحدث عن رسول الله صلى الله

علیہ وسلم قال کل میت یختم علی عملہ الا الذی
مات مرابطا فی سبیل اللہ فانہ ینمی لہ عملہ الی یوم
القیمۃ و یامن من فتنۃ القبر"

"حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ سے نقل فرماتے ہیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر میت کا عمل ختم ہو جاتا ہے۔ (یعنی ہر شخص کے عمل کا سلسلہ اس کی زندگی تک رہتا ہے مرنے کے بعد بند ہو جاتا ہے۔) لیکن جو شخص جہاد میں پہرے داری کرتا ہوا مرے تو اس کے لئے اس کا عمل قیامت کے دن تک جاری ہے اور قبر کے فتنہ اور اس کے عذاب سے محفوظ رہتا ہے۔"

(ترمذی کتاب فضائل الجہاد باب ماجاء فی فضل من مات رابطا، حدیث ۱۶۲۱)

تشریح:۔ اس کا عمل قیامت تک جاری رہنے کا مطلب یہ ہے کہ مرنے کے بعد بھی ہر لحظہ اس کو اس عمل کا نیا ثواب ملتا رہتا ہے، جیسا کہ قیامت تک یہ عمل کرتے رہنے سے ملتا۔ اس سے مسلمانوں کی سرحدات، چوکیوں، اور مجاہدین کے کیمپوں کا پہرہ دینے کی خاص فضیلت معلوم ہوتی۔

(مرقاۃ ملا علی قاری ج ۷ ص ۲۸۹)

حدیث نمبر ۱۶

"وعن معاذ بن جبل انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یقول من قاتل فی سبیل اللہ فواق ناقۃ
وجبت لہ الجنہ و من جرح جرحا فی سبیل اللہ او
نکب نکبۃ فانہا تجی یوم القیمۃ کاغزر ما کانت
لونہا الزعفران و ریحہا المسک ومن خرج بہ
خراج فی سبیل اللہ فان علیہ طابع الشہداء"

"حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اللہ کی راہ میں اونٹنی کے فواق کے برابر یعنی تھوڑی دیر کے لئے بھی لڑا اس کے لئے جنت واجب ہوگئی اور جو شخص جہاد میں زخمی ہوا یا اسے کوئی چوٹ لگ گئی تو وہ چوٹ یا زخم قیامت کے دن ایسا بھرپور ہو کر سامنے آئے گا جتنا کہ وہ دنیا میں زیادہ سے زیادہ ہوتا یعنی وہ شخص قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کا وہ زخم زیادہ تازہ حالت میں ہوگا اور اس زخم کا رنگ زعفران جیسا اور اس کی بو مشک جیسی ہوگی اور جس شخص کے بدن میں اللہ کی راہ میں پھوڑا نکلا تو (قیامت کے دن) اس پر شہیدوں کی مہر ہوگی (یعنی اس شخص پر شہیدوں کی علامت ہوگی یعنی اس کو بھی فی الجملہ شہیدوں میں شمار کیا جائے گا۔"

(مشکوۃ ص ۳۳۲)

تشریح:۔ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی سربلندی کے لئے لڑنے والے شخص کی کس قدر فضیلت رکھی ہے اس کا اندازہ اس حدیث سے بھی ہوتا ہے کہ صرف تھوڑی سی دیر جدوجہد کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے حق میں جنت واجب فرما رہے ہیں اور معمولی سی چوٹ یا زخم وغیرہ کو بھی تمغہ بسالت اور نشان شہادت بنا دیا گیا ہے۔

شہید کے لئے چھ امتیازی انعامات

حدیث نمبر ۱۷

"عن المقدام بن معدیکرب رضی الله عنه قال، قال: رسول الله صلی الله علیه وسلم للشهید عند الله ست خصال یغفرله فی اول دفعة و یری

مقعده من الجنة ويجار من عذاب القبر ويامن من الفزع الاكبر ويوضع على راسه تاج الوقار الياقوتة منها خير من الدنيا وما فيها ويزوج ثنتين وسبعين زوجة من الحور العين ويشفع فی سبعين من اقربائه، قال ابوعيسى هذا حديث حسن صحيح غريب"

"حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کے یہاں شہید کے لئے چھ انعامات ہیں۔(۱) جان نکلتے ہی اس کو بخش دیا جاتا ہے۔اور اس کو جنت میں اپنا ٹھکانہ دکھا دیا جاتا ہے۔(۲) وہ قبر کے عذاب سے محفوظ رہتا ہے۔(۳) وہ بڑی گھبراہٹ سے (یعنی میدان حشر کی ہولناکیوں سے) محفوظ رہے گا۔(۴) اس کے سر پر عظمت و وقار کا ایسا تاج رکھا جائے گا جس کا ایک ہی یاقوت دنیا اور دنیا کی تمام اشیاء سے زیادہ بہتر اور قیمتی ہو گا۔(۵) اس کے نکاح میں بہتر (۷۲) بڑی آنکھوں والی حوریں دی جائیں گی (۶) اس کے عزیز و اقرباء میں سے ستر آدمیوں کے حق میں اس کی شفاعت قبول ہو گی۔"

(ترمذی حدیث نمبر ۱۶۶۱ باب فی ثواب الشہید کتاب فضائل الجہاد)

شہید کو موت کی تکلیف نہیں ہوتی

حدیث نمبر ۱۸

"وعنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الشهيد لايجد الم القتل كما يجد احدكم الم

القرصة"

"حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہید اپنے قتل کی بس اتنی تکلیف محسوس کرتا ہے جتنی تم میں سے کوئی شخص چیونٹی کے کاٹنے پر محسوس کرتا ہے۔"
(مشکوٰۃ ص ۳۲۳ رواہ الترمذی والنسائی)

تشریح :۔خدا تعالیٰ نے شہید کی موت کو انتہائی آسان فرمادیا ہے حالانکہ موت کے وقت جو تکلیف ہوتی ہے وہ عموماً انتہائی شدید ہوتی ہے اگرچہ دوسرے کو اس کی تکلیف کا احساس نہیں ہوتا اس لئے کہ موت براہ راست ساری روح کو کھینچتی ہے جو بدن کے سارے چھوٹے بڑے اجزاء میں سرایت کئے ہوئے ہے اور پورے جسم میں پیوست ہوتی ہے ۔اسی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں میں سے یہ دعا بھی ہے کہ[1] "یا اللہ مجھ پر موت اور نزع کی سختی آسان فرما" تاہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا سے نزع کی سختی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ یہ ایسی شدید ہوتی ہے کہ جس میں سہولت اور آسانی کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصیت کے ساتھ دعا فرمائی۔

حضرت[2] جابر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے عبادت گذاروں کی ایک جماعت قبرستان پہنچی اور انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ دو رکعت نماز پڑھ کر حق تعالیٰ شانہ سے اس کی دعاء کی جائے کہ ان میں سے کوئی مردہ ہم پر ظاہر ہو----جو ہمیں موت کے بارے میں بتلائے' ان لوگوں نے دعا کی تو کالی رنگت والا ایک مردہ ان لوگوں پر ظاہر ہوا جس کی پیشانی پر کثرت سے سجدہ کرنے کا نشان بھی پڑا ہوا تھا' وہ پوچھنے لگا کہ تم مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہو؟ مجھے مرے ہوئے سو سال ہوگئے لیکن موت کے وقت کی تکلیف اب تک میرے بدن سے نہیں گئی۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ موت کی سختی کا ذکر فرماتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ اتنی

---

[1] شرح الصدور بشرح احوال الموتی والقبور السیوطی ص ۸
[2] شرح الصدور ص ۱۲

تکلیف ہوتی ہے جتنی کہ تین سو جگہ تلوار کی کاٹ سے ہوتی ہے۔

حضرت امام[۵۱] اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ مردوں کو قیامت میں اٹھنے تک موت کی تکلیف کا اثر محسوس ہوتا رہتا ہے۔

حضرت شداد[۵۲] ابن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ موت دنیا اور قیامت کی سب تکلیفوں سے زیادہ سخت ہے' وہ آرہ چلانے سے زیادہ سخت ہے وہ قینچی سے کتر دینے سے زیادہ سخت ہے وہ دیگ میں پکا دینے سے زیادہ سخت ہے۔

اگر مردے قبر سے اٹھ کر مرنے کی تکلیف بتائیں تو کوئی شخص بھی دنیا میں لذت سے وقت نہیں گزار سکتا' میٹھی نیند اس کو نہیں آسکتی۔

حضرت موسیٰ[۵۳] علیہ السلام کا جب وصال ہوا تو حق تعالیٰ شانہ نے ان سے دریافت فرمایا کہ موت کو کیسا پایا؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں اپنی جان کو ایسا دیکھ رہا تھا جیسے زندہ چڑیا کو اس طرح آگ پر بھونا جا رہا ہو کہ نہ اس کی جان نکلتی ہو نہ اڑنے کی کوئی صورت ہو۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ایسی حالت تھی کہ جیسے زندہ بکری کی کھال اتاری جا رہی ہو۔

حضرت عائشہ[۵۴] رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو رہا تھا تو پانی سے بھرا ہوا پیالہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب رکھا ہوا تھا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بار بار اپنے دست مبارک کو پیالہ میں ڈالتے اور پھر منہ پر ملتے تھے اور فرماتے تھے کہ "لا الہ الا اللہ بیشک موت بہت تکلیف دہ ہے۔

[۵۵] حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ موت کی تکلیف بیان کرو' انہوں نے عرض کیا کہ امیرالمومنین جس طرح ایک کانٹے دار ٹہنی کو آدمی کے

---

۵۱ ایضا
۵۲ ایضا
۵۳ شرح الصدور ص ۱۳
۵۴ ایضا
۵۵ شرح الصدور ص ۱۴ حافظ ابن شیبہ کغصن کثیرالشوک الخ

اندر داخل کر دیا جائے جس کے ساتھ بدن کا ہر جز ولپٹ جائے پھر ایک دم اس کو کھینچ لیا جائے اسی طرح جان کھینچی جاتی ہے' یہ سب تو نزع کی مختصر کیفیت تھی۔

ان سب کے علاوہ ملک الموت اور اس کے مددگار فرشتوں کی صورتوں کا ایک مستقل مرحلہ ہے۔ جس صورت میں وہ گناہ گاروں کی جان نکالتے ہیں وہ ایسی ڈراونی صورت ہوتی ہے کہ قوی سے قوی آدمی بھی اس کے دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام[1] نے ملک الموت سے فرمایا کہ تم جس صورت میں گناہگاروں کی جان نکالتے ہو وہ مجھے دکھاؤ' انہوں نے عرض کیا کہ آپ اس کا تحمل نہ کر سکیں گے' حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں میں اس کا تحمل کر لوں گا' تو حضرت عزرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اچھا منہ دوسری طرف پھیر لیجئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے منہ دوسری طرف پھیر لیا۔ پھر حضرت عزرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اب دیکھ لیجئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب دیکھا تو ایک نہایت کالا آدمی' بال بہت بڑے بڑے' کھڑے ہوئے' نہایت ہی سخت بدبو' کالے کپڑے' اس کے منہ سے آگ کی لپٹیں نکل رہی تھیں' حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ دیکھ کر غش آگیا کافی دیر بعد افاقہ ہوا' تو اس وقت تک ملک الموت اپنی پہلی صورت پر واپس آچکے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر فاجر شخص کے لئے کوئی دوسری آفت نہ ہو تب بھی یہ صورت ہی اس کی موت کے لئے کافی ہے یہ گناہ گاروں اور فاجروں کا حال ہے۔

لیکن موت کا فرشتہ اللہ کے مطیع اور فرمانبردار نیک بندوں کی روح نکالتے وقت نہایت ہی بہترین صورت میں ہوتا ہے' حضرت ابراہیم علیہ السلام سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے ملک الموت سے فرمایا کہ مجھے وہ صورت بھی دکھاؤ جس میں اللہ کے نیک بندوں کی روح قبض کرتے ہو' تو یہ کہنے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ ایک نہایت خوبصورت جوان' نہایت نفیس لباس پہنے ہوئے' مہکتی ہوئی خوشبوؤں کے ساتھ نمودار ہوا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ مومن کے لئے اگر مرتے وقت اس صورت کے علاوہ کوئی بھی فرحت کی چیز

---

[1] شرح الصدور ص ۱۹

نہ ہو تو یہی کافی ہے۔

ان اقوال سے اندازہ ہوتا ہے کہ موت کی تکلیف کتنی شدید ہوتی ہے لیکن موت کی تکلیف اگر کسی کو نہیں ہوتی تو وہ راہ خدا میں شہید ہونے والا ہے جو اپنی جان کو اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے پیش کرتا ہے۔

ایسے شخص کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شہید کو قتل کی اتنی تکلیف بھی نہیں ہوتی جتنی کہ تم کو چیونٹی کے کاٹنے سے ہوتی ہے۔یہ ایک ایسا عظیم انعام ہے جو قسمت والوں کو ہی ملا کرتا ہے۔

خدا کے نزدیک محبوب ترین خون کے قطرے

حدیث نمبر۱۹

"وعن ابی امامة عن النبی صلی الله علیه وسلم قال لیس شیئ احب الی الله من قطرتین و اثرین قطرة من دموع فی خشیة الله وقطرة دم تهراق فی سبیل الله و اما الاثران فاثر فی سبیل الله و اثر فی فریضة من فرائض الله تعالی ،قال هذا حدیث حسن غریب"

"حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ خدا کے نزدیک دو قطروں اور دو نشانوں سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہیں ہے ایک تو خدا کے خوف سے نکلا ہوا آنسو اور دوسرا قطرہ اس خون کا ہے جو خدا کی راہ میں بہایا گیا ہو' اور دونشانوں میں سے ایک نشان تو وہ ہے جو اللہ کی راہ میں پڑا ہو اور دوسرا نشان وہ ہے جو اللہ کے فرائض میں سے کسی فرض کی ادائیگی کے سلسلے میں پیدا ہوا ہو" مثلاً نماز کی ادائیگی سے سجدہ کا نشان"

(ترمذی حدیث ۱۶۶۹ باب ماجاء فی فضل المرابط کتاب فضائل الجہاد)

تشریح :۔ اللہ کی راہ میں نشان پڑنے کا مطلب یہ ہے کہ جیسے کوئی مجاہد جہاد میں جائے اور اسے راستہ میں کوئی زخم آجائے یا اس کے بدن پر راستہ کا غبار جم جائے تو یہ خدا تعالیٰ کو انتہائی محبوب ہے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں بہایا ہوا خون کا ایک قطرہ بھی خدا تعالیٰ کو انتہائی محبوب ہے اللہ کے نزدیک اس کا اجر و ثواب بہت زیادہ ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ذرا سی دیر جہاد کرنے پر جنت کی بشارت دی ہے جیسا کہ ایک طویل حدیث میں یہ ارشاد موجود ہے۔

"من قاتل فی سبیل اللہ فو اق ناقة وجبت له الجنه"

"یعنی جس شخص نے اللہ کی راہ میں تھوڑی دیر بھی جہاد کیا اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔"

(مشکوۃ کتاب الجہاد نمبر ۱۴ بحدیث طویل)

تو جب اتنے سے عمل سے جنت واجب ہو جاتی ہے تو پھر اللہ کی راہ میں خون بہنے سے کتنا عظیم الشان اجر و ثواب ملے گا اس کا اندازہ آخرت میں ہی ہو گا۔

جو شخص غازی ہو کر مرا

حدیث نمبر ۲۰

"وعن ابی مالک الاشعری قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من فصل فی سبیل اللہ فمات او قتل فھو شہید او وقصه فرسه او بعیرہ او لدغته ھامة او مات علی فراشه بای حتف شاء اللہ فانه شہید وان له الجنة"

"حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول

کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں یعنی جہاد میں نکلا اور مرگیا یا اس کو قتل کر دیا گیا تو وہ شہید ہے یا اس کے گھوڑے یا اس کے اونٹ نے اس کو کچل ڈالا یا کسی زہریلے جانور نے اس کو ڈس لیا یا اللہ تعالیٰ کی مرضی سے وہ کسی اور طرح اپنے بستر پر مرگیا تو وہ (اجروثواب کے لحاظ سے) شہید ہے اور اس کے لئے جنت ہے۔"

(رواہ ابوداؤد باب فیمن مات غازیا کتاب الجہاد ص ۳۲۸)

جنت تلواروں کے سایہ میں

حدیث نمبر ۲

"عن ابی بکر بن عبد الله بن قیس عن ابیه قال سمعت ابی وهو بحضرة العدو یقول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان ابواب الجنة تحت ظلال السیوف، فقام رجل رث الهیئة فقال یا ابا موسی انت سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول هذا؟ قال نعم، فرجع الی اصحابه فقال اقرا علیکم السلام ثم کسر جفن سیفه فالقاه ثم مشی بسیفه الی العدو فضرب به حتی قتل"

"حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ نے، جبکہ وہ دشمن کے مقابل تھے یہ بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جنت کے دروازے تلواروں کے سائے میں ہیں' یہ سن کر ایک خستہ حال شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا اے ابوموسی کیا تم نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے؟ یعنی یقینی طور پر آپ نے ایسا ہی سنا

ہے۔؟ حضرت ابو موسیٰ ﷺ نے فرمایا کہ "ہاں" یہ سنتے ہی یہ شخص اپنے ساتھیوں کی طرف مڑا اور کہا کہ میں تمہیں (آخری) سلام کرتا ہوں اور پھر اس نے اپنی تلوار کی نیام توڑ کر پھینک دی (یعنی اس کے ذریعہ اس نے اپنے اس ارادے کا اظہار کیا کہ اب میں لوٹ کر نہیں آؤں گا۔) پھر اپنی تلوار لے کر دشمنوں کی طرف روانہ ہوا اور ان سے لڑا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔"

(مسلم شریف ج ۲ ص ۱۳۹ باب ثبوت الجنۃ للشہید کتاب الجہاد)

تشریح:۔ جنت کے دروازے تلواروں کے سائے میں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مجاہد و غازی میدان جنگ میں ہو اور کفار کی تلواریں اس کے اوپر اٹھی ہوئی ہوں اور اس کے سروں پر منڈلا رہی ہوں یہ حالت اس کے جنت میں داخل ہونے کا سبب ہے اور یہ حالت اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ جنت کے دروازے اس مجاہد و غازی کے سامنے ہیں کہ ادھر اس نے کفار کی تلواروں کے ذریعہ جام شہادت نوش کیا اور ادھر جنت میں داخل ہوا۔

شہید کا جنت میں اعزاز و اکرام

حدیث نمبر ۲۲

" وعن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اصیب اخوانکم باحد جعل اللہ ارواحھم فی جوف طیر خضر ترد انھار الجنۃ تاکل من ثمارھا وتاوی الی قنادیل من ذھب معلقۃ فی ظل العرش فلما وجدوا طیب ماکلھم ومشربھم ومقیلھم قالوا من یبلغ اخواننا عنا انا احیاء فی الجنۃ نرزق لئلا یزھدوا فی الجھاد ولا ینکلوا عند الحرب

ل اللہ تعالیٰ انا ابلغهم عنکم قال فانزل اللہ تعالیٰ،
ولاتحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء
عند ربهم یرزقون۔"

"حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ جب تمہارے (مسلمان) بھائی غزوہ احد میں شہید کئے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو سبز رنگ کے پرندوں کے پپوٹوں میں منتقل کر دیا چنانچہ وہ روحیں جنت کی نہروں پر آتی ہیں وہاں کے میوے کھاتی ہیں اور پھر سونے کی قندیلوں میں جاکر بسیرا کرتی ہیں جو عرش کے سایہ میں لٹکی ہوئی ہیں۔ تو جب یہ روحیں اپنے کھانے پینے اور اپنی رہائش سے لطف اندوز ہوئیں تو کہنے لگیں کہ کون ہے جو ہماری طرف سے ہمارے بھائیوں کو یہ پیغام پہنچادے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں اور ہمیں رزق ملتا ہے' تاکہ وہ جہاد سے بے رغبتی نہ کریں اور جنگ کے وقت روگردانی نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے (ان کی یہ بات سن کر) فرمایا کہ تمہاری طرف سے میں ان کو یہ پیغام پہنچاؤں گا' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے وہ آیت نازل فرمائی۔ جس کا ترجمہ یہ ہے "اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کو مردہ گمان مت کرو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں اور انہیں رزق دیا جاتا ہے۔"

(ابوداؤد شریف' کتاب الجہاد' باب فضل الشہادۃ ص ۳۴۱)

تشریح:۔ یہ انعام اللہ تعالیٰ نے ان کو شہادت کی وجہ سے عطا فرمایا کہ وہ جنت میں ہیں اور زندہ ہیں اور جنت میں بھی اللہ تعالیٰ کا یہ انعام ان پر ہے کہ ان کی روحوں کو پرندوں کی سواری دیدی چنانچہ یہ شہداء کی روحیں جنت میں گھومتی پھرتی ہیں اور عرش کے سایہ میں ان کا بسیرا ہے۔ یہ ایسا زبردست انعام ہے کہ اس کا مزہ وہی محسوس کر سکتا ہے جس کو اللہ

تعالیٰ نے یہ مرتبہ عطافرمایاہو۔

شہید کا دوبارہ شہادت کی تمنا کرنا

حدیث نمبر ۲۳

"وعن ابی عمیرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال مامن الناس من نفس مسلمۃ یقبضھا ربھا تحب ان ترجع الیکم و ان لھا الدنیا وما فیھا غیر الشھید قال ابن ابی عمیرۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولان اقتل فی سبیل اللہ احب الی من ان یکون لی اھل الوبر و المدر"

"حضرت ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شہید کے علاوہ ایسا کوئی مسلمان شخص نہیں جو اپنے پروردگار کی طرف سے اپنی روح قبض کئے جانے کے بعد یہ پسند کرے کہ وہ لوٹ کر تمہارے پاس اس حالت میں آئے کہ دنیا وما فیہا کی ساری چیزیں بھی اسکو مل جائیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا، خدا کی قسم، میرا خدا کی راہ میں مارا جانا میرے نزدیک اس چیز سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ خیمے والے اور حویلیوں والے میرے مملوک و محکوم ہوں۔"

(نسائی حدیث ۳۱۵۳، باب تمنی القتل فی سبیل اللہ کتاب الجہاد)

تشریح:۔اس ارشاد کا حاصل یہ ہے کہ اگر مجھے پوری دنیا کا میر و حاکم بنا دیا جائے اور پھر دنیا بھر کے لوگ میری محکومی و رعیت میں آجائیں تو میں اس کے مقابلہ میں اس کو زیادہ پسند کروں گا کہ مجھے جہاد میں جانے کا موقع مل جائے اور میں خدا کی راہ میں اپنی جان قربان کر دوں۔

شہادت کی فضیلت

حدیث نمبر ۲۴

”وعن حسناء بنت معاوية قالت حدثنا عمی قال قلت للنبی صلی الله علیه وسلم من فی الجنة قال النبی فی الجنة والشهید فی الجنة والمولود فی الجنة والوئيد فی الجنة“

”حضرت حسناء بنت معاویہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ سے میرے چچا نے بیان کیا کہ میں نے ایک دن نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ جنت میں کون کون لوگ ہوں گے؟ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں نبی ہوں گے شہید ہوں گے نومولود بچے ہوں گے اور جنت میں وہ ہوں گے جن کو زندہ دفنا دیا گیا ہو۔“

(رواہ ابوداؤد ص ۳۴۱ باب فضل الشہادۃ کتاب الجہاد)

تشریح:۔اس میں انبیاء اور شہداء کی تخصیص ان کے فضل و شرف کی وجہ سے ہے اور باقی دو کی تخصیص اس وجہ سے ہے کہ یہ کسی کسب اور عمل کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے۔

شہید کتنی طرح کے ہوتے ہیں

حدیث نمبر ۲۵

”وعن فضالة بن عبید یقول سمعت عمر ابن الخطاب یقول سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول الشهداء اربعة رجل مومن جید

الایمان لقی العدو فصدق اللہ حتی قتل فذالک
الذی یرفع الناس الیہ اعینھم یوم القیامۃ ھکذا
ورفع راسہ حتی وقعت قلنسوتہ، قال: فما ادری
قلنسوۃ عمر ارادہ ام قلنسوۃ النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال ورجل مومن جید الایمان لقی العدو
کانما ضرب جلدہ بشوک طلح من الجبن اتاہ سھم
غرب فقتلہ فھو فی الدرجۃ الثانیۃ ورجل مومن خلط
عملا صالحا واخر سیئا لقی العدو فصدق اللہ حتی
قتل فذاک فی الدرجۃ الثالثۃ ورجل مومن اسرف
علی نفسہ لقی العدو فصدق اللہ حتی قتل فذاک فی
الدرجۃ الرابعۃ"

"حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ شہید چار طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ اچھے ایمان والا مومن جو دشمن سے لڑا تو اس نے اللہ تعالیٰ کو سچ کر دکھایا یہاں تک کہ قتل ہو گیا تو یہ وہ (شہید) ہے جس کی طرف قیامت کے دن لوگ اس طرح سر اٹھا اٹھا کر دیکھیں گے (یہ کہکر) انہوں نے اپنا سر اٹھایا یہاں تک کہ ان کی ٹوپی گر پڑی (حدیث کے وہ راوی جنہوں نے اس روایت کو حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے) کہتے ہیں کہ مجھے نہیں معلوم کہ حضرت فضالہ کی مراد کس کی ٹوپی تھی (یعنی انہوں نے یہ واضح نہیں کیا) کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ٹوپی یا نبی کریم ﷺ کی ٹوپی۔ (بہرحال یہ شخص قیامت کے دن اتنا عالی مرتبہ ہو گا کہ

لوگ اس کی طرف اچک اچک کر دیکھیں گے)' پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دوسرا وہ اچھے ایمان والا مومن جس کا دشمن سے سامنا ہوا تو اپنی بزدلی کی وجہ سے اسکی حالت ایسی ہوگئی جیسے اس کے بدن میں خار دار درخت کے کانٹے لگ گئے ہوں (یعنی خوف ودہشت سے اس کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے تھے) پھر ایک تیر آکر اس کو لگا جس کا چلانے والا معلوم نہیں تھا۔ اور اس تیر نے اس کو موت کی آغوش میں پہنچا دیا' تو یہ دوسرے درجے کا (شہید) ہے۔ اور تیسرا وہ مومن جس نے کچھ اچھے اور کچھ برے اعمال کر رکھے تھے اور جب اس کی دشمن سے مڈبھیڑ ہوئی تو اس نے اللہ تعالیٰ کو سچ کر دکھایا یہاں تک کہ (لڑتے لڑتے) مارا گیا' تو یہ تیسرے درجہ کا (شہید) ہے۔ اور چوتھا وہ مومن جس نے بہت زیادہ گناہ کر رکھے تھے جب دشمن سے اس کی مڈبھیڑ ہوئی تو اس نے اللہ تعالیٰ کو سچ کر دکھایا' یہاں تک کہ (لڑتے لڑتے) مارا گیا تو یہ چوتھے درجہ کا (شہید) ہے۔

(رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث حسن غریب' باب ماجاء فی فضل الشہداء عند اللہ کتاب فضائل الجہاد حدیث ۱۶۴۴)

تشریح:۔ ''اس نے اللہ کو سچ کر دکھایا'' اس جملے کے بارے میں یہ وضاحت ضروری ہے اگر لفظ ''صدق'' میں دال پر تشدید نہ ہو تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اس شخص نے اپنی شجاعت وبہادری کے ذریعہ اس چیز کو سچا کر دکھایا جس کی ذمہ داری اس پر عائد ہوئی تھی یعنی خدا کی راہ میں ثابت قدم رہنا اور دشمن کو پیٹھ نہ دکھانا' اور اگر دال پر تشدید ہو تو اس صورت میں یہ معنی ہوں گے اس شخص نے اپنے عمل اور اپنی شجاعت وبہادری کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کو راست گو ثابت کیا اور اس کے قول کی تصدیق کی' کیونکہ اس نے خدا کی راہ میں جہاد کیا اور اس راہ کی تمام مشقتوں اور تکلیفوں کو برداشت کیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے والے اجر وثواب کا امیدوار رہا۔

(مرقات ملا علی قاری ج ۷ ص ۲۱۰)

حدیث نمبر۲۶

"وعن عتبه بن عبد السلمی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم القتلی ثلثة، مومن جاهد بنفسه وماله فی سبیل الله، فاذا لقی العدو قاتل حتی یقتل قال النبی صلی الله علیه وسلم فیه فذالک الشهید الممتحن فی خیمة الله تحت عرشه لایفضله النبیو ن الا بدرجة النبوة، و مومن خلط عملا صالحا و اخر سیئا جاهد بنفسه و ماله فی سبیل الله اذا لقی العدو قاتل حتی یقتل، قال النبی صلی الله علیه سلم فیه ممصمصة محت ذنوبه وخطایاه ان السیف محاء الخطایا و ادخل من ای ابو اب الجنة شاء ومنافق جاهد بنفسه وماله فاذا لقی العدو قاتل حتی یقتل فذاک فی النار ان السیف لایمحو النفاق"

"اور حضرت عتبہ ابن عبدالسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ جہاد میں مارے جاتے ہیں وہ تین طرح کے ہوتے ہیں 'ایک تو وہ مومن جس نے اللہ کی راہ میں اپنی جان اور اپنے مال کے ذریعہ جہاد کیا چنانچہ جب دشمن سے مڈبھیڑ ہوئی تو وہ (شجاعت وبہادری کے ساتھ) لڑا۔یہاں تک کہ مارا گیا۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں فرمایا کہ یہ وہ شہید ہے جس کو جہاد کی مشقتوں اور مصائب پر صبر کرنے کی آزمائش میں مبتلا کیا گیا یہ شہید آخرت میں عرش الٰہی کے نیچے اللہ کے خیمے میں ہو گا ور انبیاء اس سے صرف درجہ نبوت میں

زیادہ ہوں گے۔اور دوسرا وہ مومن ہے جس کے اعمال ملے جلے ہوں کہ اس نے کچھ نیک عمل کئے ہوں اور کچھ برے عمل' اس نے اپنی جان اور اپنے مال کے ذریعہ خدا کی راہ میں جہاد کیا اور جب دشمن سے اس کا ٹکراؤ ہوا تو لڑا' یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا' کہ (اسکی) شہادت پاک کرنے والی ہے جس نے اس کے گناہوں اور خطاؤں کو مٹا دیا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ تلوار خطاؤں کو بہت زیادہ مٹاتی ہے ۔اس شہید کو جس دروازہ سے وہ چاہے گا جنت میں داخل کیا جائے گا۔اور تیسرا منافق ہے کہ (اگرچہ) اس نے بھی اپنے مال اور جان کے ساتھ جہاد کیا اور جب دشمن سے اس کا ٹکراؤ ہوا تو خوب لڑا یہاں تک کہ قتل کر دیا گیا لیکن یہ شخص دوزخ میں جائے گا۔کیونکہ تلوار نفاق کو نہیں مٹاتی۔"

(رواہ الدارمی' مشکوۃ ص ۳۳۵)

تشریح :۔یعنی جہاد سے مومن کے گناہ اور خطائیں تو معاف ہو جاتی ہیں لیکن منافق کا نفاق معاف نہیں ہوتا۔اور وہ میدان جہاد میں مارے جانے کے باوجود دوزخ میں جائے گا۔

جہاد کے راستہ میں نکلنے کی فضیلت

حدیث نمبر ۲۷

"وعن ابی الدرداء رضی الله عنه یرفع الحدیث الی النبی صلی الله علیه وسلم قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لایجمع الله عز وجل فی جوف عبد غبارا فی سبیل الله و دخان جهنم ومن اغبرت قدماه فی سبیل الله باعد الله منه النار یوم القیامة

مسيرة الف عام للراكب المستعجل ومن جرح جراحة فی سبيل الله ختم له بخاتم الشهداء له نور يوم القيامة لونها مثل لون الزعفران وريحها مثل ريح المسک- يعرفه بها الاولون والاخرون يقولون فلان عليه طابع الشهداء ومن قاتل فی سبيل الله ،فواق ناقة وجبت له الجنة"

"حضرت ابو درداء ؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کسی بندہ کے پیٹ میں اللہ کے راستہ کی غبار کو اور جہنم کے دھوئیں کو جمع نہیں فرماتے 'اور جس شخص کے قدم جہاد کے راستہ میں غبار آلود ہو جائیں 'اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جہنم کی آگ کو اس سے اتنا دور فرمادیں گے جتنا ایک تیز رفتار سوار ایک ہزار سال کی مسافت طے کرتا ہے۔(یعنی اس مسافت کے برابر اللہ تعالیٰ اس سے جہنم کو دور فرمادیں گے)اور جس شخص کو جہاد کے راستہ میں کوئی زخم لگ جائے تو اللہ تعالیٰ اس پر شہداء کی مہر لگا دیتے ہیں 'اس کے لئے قیامت کے دن (ایک خاص قسم کا)نور ہو گا اور اس زخم کا رنگ زعفران کے رنگ کی طرح ہو گا اور اس کی خوشبو مشک کی خوشبو کی طرح ہوگی۔اس زخمی کو زخم کی وجہ سے اگلے اور پچھلے تمام لوگ پہچانیں گے اور کہیں گے کہ فلاں شخص پر شہداء کی مہر ہے 'اور جس شخص نے اللہ کے راستہ میں تھوڑی دیر بھی جہاد کیا اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔"

(رواہ احمد الترغیب والترهیب ج ۲ ص ۲۷۲)

تشریح :۔اگر کوئی شخص حقیقی طور پر شہید نہیں ہوا بلکہ اسکو صرف زخم لگا ہے تب بھی اللہ تعالیٰ اس پر شہادت کی مہر لگا دیتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو جہاد کا راستہ کتنا

پسند ہے کہ معمولی سے زخم پر شہادت کی مہر لگ رہی ہے اور اس بات کی مزید تائید اسی حدیث شریف کے آخری جملہ سے ہوتی ہے کہ "تھوڑی دیر جہاد کرنے پر اللہ تعالیٰ جنت واجب فرمادیتے ہیں"۔

عمل تھوڑا ثواب زیادہ

حدیث نمبر ۲۸

"عن البراء قال جاء رجل من بنی النبیت قبیلة من الانصار فقال اشهد ان لا اله الا الله وانک عبده ورسوله ثم تقدم فقاتل حتی قتل فقال النبی صلی الله علیه وسلم عمل هذا یسیرا واجر کثیرا"

"حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار کے قبیلہ بنی نبیت کا ایک شخص آیا اور اس نے اسلام قبول کیا اور کلمہ پڑھا پھر اس نے آگے بڑھ کر جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہوگیا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اس نے عمل تو تھوڑا سا کیا لیکن ثواب بہت زیادہ پایا۔"

(مسلم شریف ج ۲ ص ۱۳۸ باب ثبوت الجنة للشہید کتاب الجہاد)

تشریح:۔ یہ ان صحابی کی خوش قسمتی تھی کہ جہاد میں حصہ لینے سے پہلے اسلام قبول کر لیا اور گناہوں سے بالکل پاک صاف ہوگئے پھر جہاد میں حصہ لیا اور شہید ہوئے اس طرح اللہ نے ان کو ایک عظیم مرتبہ کے لئے منتخب فرمایا۔

شہید کا خون خشک ہونے سے پہلے انعامات کی ابتدا

حدیث نمبر ۲۹

"عن ابی هریرة رضی الله عنه قال ذکر الشهداء

عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لاتجف الارض من دم الشہید حتی تبتدرہ زوجتاہ کانھما ظئران اضلتا فصیلھما فی براح من الارض وفی ید کل واحدۃ منھما حلۃ خیر من الدنیا ومافیھا-"

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے سامنے شہیدوں کا ذکر آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ شہید کے خون سے زمین خشک نہیں ہونے پاتی کہ اس کو اس کی دو بیویاں (حوریں) آکر اس طرح اٹھاتی ہیں جیسے وہ دونوں بچہ کی دائیاں ہوں جن کا شیرخوار بچہ کسی جنگل میں گم ہوگیا ہو اور ہر ایک بیوی کے ہاتھ میں اس شہید کیلئے ایک ایسا جوڑا کپڑے کا ہوتا ہے جو کہ دنیا ومافیہا سے بہتر ہے"۔

(سنن ابن ماجہ ص ۲۰۶ باب فضل الشہادۃ فی سبیل اللہ ابواب الجہاد)

جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والے

حدیث نمبر ۳۰

"عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنھما قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اول ثلاثۃ یدخلون الجنۃ الفقراء المھاجرون الذین تتقی بھم المکارہ اذا امروا اسمعوا واطاعوا وان کانت لرجل منھم حاجۃ الی السلطان لم تقض لہ حتی یموت وھی فی صدرہ وان اللہ عز وجل لیدعو یوم القیامۃ الجنۃ فتاتی بزخرفھا وزینتھا فیقول، این عبادی الذین قاتلوا فی سبیلی، وقتلوا واوذوا

وجاهدوا فی سبیلی؟

ادخلوا الجنة فیدخلونها بغیر حساب و تاتی الملائکة فیسجدون فیقولون ربنا نحن نسبح بحمدک اللیل والنهار ونقدس لک من ھئولاء الذین آثرتھم علینا فیقول الرب عزوجل، ھئولاء عبادی الذین قاتلوا فی سبیلی و اوذوا فی سبیلی فتدخل علیھم الملائکة من کل باب: سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار"

"حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جنت میں داخل ہونے والے تین قسم کے لوگوں میں سب سے پہلے وہ فقراء مہاجرین ہوں گے جن کی وجہ سے برائیوں سے بچا جاتا تھا جب ان کو (ان کے حاکم کی طرف سے) کوئی حکم ملتا تو وہ اس کو مانتے اور اس پر عمل کرتے تھے اگرچہ ان میں سے کسی کو اس حاکم کے پاس کوئی کام پیش آتا اور ان کا وہ کام نہ ہوتا (تب بھی وہ شکایت نہ کرتے اور اس کی اطاعت سے منہ نہ موڑتے تھے) یہاں تک کہ یہ فقراء اپنی حاجتیں دل ہی میں لئے مرجاتے 'تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جنت کو بلائیں گے پس جنت اپنی تمام تر خوبصورتی اور زینت کے ساتھ (سامنے) آئے گی پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہاں ہیں میرے بندے جنہوں نے میرے راستہ میں قتال کیا اور وہ شہید کئے گئے ان کو اذیتیں دی گئیں اور پھر بھی انہوں نے میرے راستہ میں جہاد کیا۔

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ (اے فقراء مہاجرین) تم جنت میں

داخل ہو جاؤ' چنانچہ وہ بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہو جائیں گے' پھر ملائکہ حاضر ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کو سجدہ کریں گے اور عرض کریں گے 'اے ہمارے رب' ہم آپ کی دن رات تسبیح اور حمد کرتے ہیں اور تقدیس کرتے ہیں' یہ لوگ کون ہیں جن کو آپ نے ہمارے اوپر فوقیت دی؟ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے یہ میرے وہ بندے ہیں جنہوں نے میرے راستہ میں قتال کیا اور ان کو میرے راستہ میں اذیتیں دی گئیں' پھر یہ فرشتے ان فقراء کے پاس (ہر سمت کے) دروازے سے (یہ کہتے ہوئے) داخل ہوں گے کہ تم پر سلامتی ہے' تمہارے صبر کی بدولت' پس اس جہان میں تمہارا انجام بہت اچھا ہے۔"

(رواہ الاصبہانی باسناد حسن الترغیب والترہیب ج۲ ص۲۱۹)

سب سے زیادہ سخی کون ہے؟

حدیث نمبر ۱۳

"وروی عن انس رضی اللہ عنہ قال، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا اخبرکم عن الاجود الاجود؟ اللہ الاجود الاجود وانا اجود ولد آدم واجودھم من بعدی رجل علم علما فنشر علمہ یبعث یوم القیامۃ امۃ وحدہ ورجل جاد بنفسہ للہ عزوجل حتی یقتل"

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا میں تم کو سب سے زیادہ سخی کے بارے میں نہ بتاؤں (پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا) سب سے زیادہ سخی اللہ تعالیٰ ہے' اور آدم

کی اولاد میں سب سے سخی میں ہوں' اور میرے بعد سب سے زیادہ سخی (ایک تو) وہ شخص ہے جس نے علم حاصل کیا اور اپنے علم کو پھیلایا' وہ اکیلا شخص قیامت کے دن ایک امت بنا کر اٹھایا جائے گا' اور (دوسرا) وہ شخص جس نے اپنی جان کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں قربان کر دیا۔''

(رواہ ابویعلی والبیہقی الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۳۲۰)

ایک صحابی کا واقعہ اور ان کے لئے بشارت

حدیث نمبر ۳۲

''وعن انس رضی اللہ عنہ ان رجلا اسود اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال، یا رسول اللہ انی رجل اسود منتن الریح قبیح الوجہ لا مال لی، فان انا قاتلت ھئولاء حتی اقتل فاین انا؟ قال فی الجنۃ، فقاتل حتی قتل، فاتاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال قد بیض اللہ وجھک وطیب ریحک واکثر مالک و قال لھذا اولغیرہ لقد رایت زوجتہ من الحور العین نازعتہ جبۃ لہ من صوف تدخل بینہ وبین جبتہ''

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک کالا آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور کہا' یا رسول اللہ میں ایک کالا آدمی ہوں' میرے جسم سے بدبو آرہی ہے' میرا چہرہ بدصورت ہے' اور میرے پاس کوئی مال نہیں ہے۔پس اگر میں کفار کے ساتھ جہاد کروں یہاں تک کہ قتل ہو جاؤں تو میرا کیا انجام ہو گا؟ نبی

کریم ﷺ نے فرمایا جنت میں جاؤ گے ۔انہوں نے یہ سن کر جنگ میں حصہ لیا یہانتک کہ قتل ہو گئے 'شہادت کے بعد نبی کریم ﷺ ان کے پاس آئے تو فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیرے چہرے کو سفید کر دیا' تیرے جسم کو خوشبودار بنا دیا اور تجھے بہت مالدار کر دیا' اور آپ ﷺ نے اس (شہید) یا کسی اور کے متعلق فرمایا کہ بیشک میں نے ان کی بیوی کو دیکھا جو کہ بڑی آنکھوں والی حور ہے (یعنی جنت میں) وہ اس کا اونی جبہ کھول کر اس کی آغوش میں جانا چاہتی ہے۔"

(رواہ الحاکم 'الترغیب والترھیب ج ۲ ص ۳۲۴)

شہید کا جنت میں حسین وجمیل مکان

حدیث نمبر ۳۳

"وعن سمرة بن جندب رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم رایت اللیلة رجلین اتیانی فصعد ابی الشجرة فادخلانی دارا هی احسن و افضل لم ارقط احسن منها، قالالی اماهذه فدار الشهداء"

"حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے آج رات خواب میں دو شخص دیکھے' وہ میرے پاس آئے اور مجھے لے کر درخت پر چڑھ گئے اور مجھے ایک گھر میں لے گئے اس سے زیادہ حسین وجمیل گھر میں نے (یعنی نبی کریم ﷺ) آج تک نہیں دیکھا' پھر ان دونوں نے مجھ سے کہا کہ یہ شہیدوں کا گھر ہے۔"

(رواہ البخاری فی حدیث طویل 'الترغیب والترھیب ج ۲ ص ۳۱۳)

تشریح :۔شہید کے لئے اللہ تعالیٰ نے جنت میں جو محل بنا رکھا ہے اور جو انعامات جنت میں شہید کو ملیں گے وہ اس قدر عظیم اور عالیشان ہیں کہ اس کا اندازہ اور تصور اس دنیا میں کرنا ممکن نہیں ہے۔

شہید پر فرشتوں کے پروں کا سایہ

حدیث نمبر ۳۴

"وعن جابر بن عبد الله رضی الله عنهما قال، جیئ بابی الی النبی صلی الله علیه وسلم قد مثل به فوضع بین یدیه فذهبت اکشف عنه وجهه فنهانی قومی فسمع صوت صائحة فقیل ابنة عمرو او اخت؟ فقال لم تبکی اولا تبکی ما زالت الملائکة تظله باجنحتها"

"حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد (جب غزوہ احد میں شہید ہوئے تو) رسول اللہ ﷺ کے سامنے لائے گئے ان کو مثلہ کیا گیا تھا' (یعنی کان ناک وغیرہ کاٹ دیئے گئے تھے) وہ نبی کریم ﷺ کے سامنے رکھے گئے تو میں ان کا چہرہ کھولنے لگا' لیکن میری قوم کے لوگوں نے مجھے منع کر دیا' پھر نبی کریم ﷺ نے کسی چلا کر رونے والی خاتون کی آواز سنی تو کسی نے کہا یہ عمرو کی بیٹی یا بہن ہے (راوی کو شک ہے) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا روکیوں رہی ہے (یا آپ نے فرمایا) مت روکیونکہ ملائکہ ان پر مسلسل پروں کا سایہ کئے ہوئے ہیں۔"

(رواہ البخاری ومسلم الترغیب والترھیب ج ۲ص ۲۱۳)

تشریح :۔شہید جب دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو اسی وقت اللہ تعالیٰ کی جانب سے طرح

طرح کے انعامات اس پر آنے شروع ہو جاتے ہیں، جیسا کہ ان صحابی کے ساتھ ہوا، یہ صحابی غزوہ احد کے موقع پر شہادت کے مرتبہ پر فائز ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اسی وقت ان پر فرشتے مقرر کر دیئے جو کہ اپنے پروں کا سایہ ان پر کئے ہوئے تھے۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کا جنت میں فرشتوں کے ساتھ اڑنا

حدیث نمبر ۳۵

"عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، رایت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ملکا یطیر فی الجنۃ ذا جناحین یطیر منہما حیث شاء مقصوصۃ قوادمہ بالدماء"

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو جنت میں فرشتوں کی طرح اڑتے ہوئے دیکھا ان کے دو پر ہیں وہ ان پروں سے جہاں چاہتے ہیں اڑ کر چلے جاتے ہیں اور ان کے بازو کے اگلے بڑے پر خون میں رنگے ہوئے ہیں۔"

(رواہ الطبرانی والترغیب والترھیب ج ۲ ص ۳۱۴)

حدیث نمبر ۳۶

"وعن عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما قال، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھنیئا لک یا عبد اللہ ابوک یطیر مع الملائکۃ فی السماء"

"حضرت جعفر کے صاحبزادے عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عبداللہ تجھ کو مبارک ہو

تمہارے والد فرشتوں کے ساتھ آسمان پر اڑتے پھرتے ہیں۔"

(رواہ الطبرانی باسناد حسن الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۲۱۵)

تشریح :۔حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ غزوہ موتہ کے دن شہید ہوگئے اور آپ کے دونوں بازو راہ خدا میں کٹ گئے تھے اللہ تعالیٰ نے ان پر یہ کرم فرمایا کہ ان کے دونوں بازوؤں کے بدلہ میں دو پر لگادیئے ان پروں سے وہ جہاں چاہتے ہیں اڑتے پھرتے ہیں اسی وجہ سے ان کے نام کے ساتھ "طیار" (یعنی اڑنے والا) لگادیا گیا ان کے ساتھ اس معاملہ کو دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کو مبارکباد دی کہ دیکھو تمہارے باپ نے راہ خدا میں جان دی تو خدا تعالیٰ نے ان کے ساتھ کیسا عظیم معاملہ فرمایا کہ جنت میں جہاں چاہتے ہیں اڑتے ہیں اور ان کی یہ سیر و تفریح کسی عام انسان کے ساتھ نہیں بلکہ فرشتوں کے ساتھ ہے۔

شہید کا قبر میں امتحان نہیں

حدیث نمبر ۳۷

"وعن راشد بن سعد رضی الله عنه عن رجل من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم ان رجلا قال یا رسول الله، مابال المؤمنین یفتنون فی قبورهم الا الشهید؟ قال، کفی ببارقة السیوف علی راسه فتنة"

"حضرت راشد بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے سنا کہ ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ کیا بات ہے کہ سب مسلمان قبر میں آزمائے جاتے ہیں۔ مگر شہید کا امتحان نہیں ہوتا' آپ نے فرمایا کہ ان کے

سروں پر تلوار کی چمک کی آزمائش کافی ہے۔"
(رواہ النسائی الترغیب والترھیب ج ۲ ص ۲۲۲)

تشریح:۔یعنی ان کا امتحان دنیا میں لے لیا گیا کہ سروں پر تلواریں کھائیں اور خدا کی راہ میں جان نثار کر دی پھر اب دوبارہ امتحان کی کیا ضرورت ہے اس سے معلوم ہوا کہ شہید کو قبر کے سوال وجواب سے بھی دوچار نہیں ہونا پڑے گا۔

ابتداہی میں جنت کے اندر داخل ہونے والے

حدیث نمبر ۴۸

"وعن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال عرض علی اول ثلثۃ یدخلون الجنۃ شھید و عفیف متعفف و عبد احسن عبادۃ اللہ و نصح لموالیہ" (قال ابو عیسی ھذا حدیث حسن)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے وہ تین قسم کے لوگ پیش کئے گئے جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے ان میں سے ایک شہید ہے دوسرا وہ جو حرام سے بچے اور سوال نہ کرے اور تیسرا وہ غلام جس نے اپنے اللہ کی بھی اچھی اطاعت و عبادت کی اور اپنے مالکوں کا بھی خیرخواہ رہا۔"

(ترمذی حدیث ۱۶۴۲ باب ماجاء فی ثواب الشہید کتاب فضائل الجہاد)

تشریح:۔ مراد یہ ہے کہ مذکورہ تین قسم کے لوگ بالکل شروع میں جنت میں داخل ہوں گے لیکن انبیاء کے بعد کیونکہ انبیاء سب سے مقدم ہوں گے اور وہ سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔دوسری احادیث میں اسکی صراحت آئی ہے۔

شہداء میں سب سے افضل

حدیث نمبر ۲۹

”وعن نعیم بن عمار رضی اللہ عنہ ان رجلا سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای الشھداء افضل، قال الذین ان یلقوا فی الصف لایلفتون وجوھھم حتی یقتلوا اولئک ینطلقون فی الغرف العلا من الجنة ویضحک الیھم ربھم واذا ضحک ربک الی عبدفی الدنیافلاحساب علیہ“

”حضرت نعیم بن عمار[1] رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ کون سے شہداء سب سے زیادہ افضل ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ شہید سب سے افضل ہے کہ اگر میدان جنگ میں دشمن کے مقابل ہوں تو وہاں سے منہ نہ پھیریں یہاں تک کہ شہید ہو جائیں ایسے شہداء جنت کے سب سے بلند درجات میں رہیں گے اوران کا پروردگاران سے خوش ہو گا اور جب تیرا پروردگار دنیا میں کسی بندے سے خوش ہو جاتا ہے تو اس پر کوئی حساب نہیں ہوتا۔“

(الترغیب ج ۲ ص ۲۱۸)

تشریح:۔کون سے شہداء سب سے زیادہ افضل ہیں اس سوال کا منشاء یہ تھا کہ شہید کی بہت ساری اقسام ہیں تو ان تمام شہیدوں میں سے سب سے افضل کونسا ہے؟ اس کی تفصیل

---

[1] کذا فی الترغیب، بالعین، وھو خطاء، والصحیح "ھمار" بالھاء المہملة کما حققه الشیخ "حسین سلیم اسد" فی ھامشه علی مسند ابی یعلی، ۱۲/ ۲۵۸

نبی کریم ﷺ نے یہ بیان فرمائی کہ جو شخص میدان جہاد میں لڑتا ہوا ور پیٹھ پھیر کر نہ بھاگے اور میدان کارزار میں ہی جام شہادت نوش کر لے تو وہ سب سے افضل شہید ہے جس کے لئے دیگر انعامات میں سے ایک انعام یہ ہو گا کہ وہ جنت کے سب سے بلند درجوں میں رہے گا اور اس سے کوئی حساب کتاب بھی نہ ہو گا۔

مجاہد ہر حال میں کامیاب ہے

حدیث نمبر ۳۰

”وعن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال ،قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی یقول اللہ المجاھد فی سبیلی ھو علی ضمان ان قبضتہ اورثتہ الجنۃ و ان رجعتہ رجعتہ باجرا و غنیمۃ ھذا حدیث غریب صحیح من ھذا الوجہ“

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یعنی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو شخص میرے راستے میں جہاد کرتا ہے اس کا میں ضامن ہوں اگر میں اس کی روح قبض کرلوں (یعنی وہ شہید ہو جاتا ہے) تو اس کو جنت کا وارث بناتا ہوں اور اگر میں اسے زندہ و سلامت واپس اپنے گھر لوٹا دوں تو اس کو اجر و ثواب یا غنیمت کا مال دیکر لوٹاتا ہوں۔“
(ترمذی شریف ج ۱ ص ۱۲۲ ابواب فضائل الجہاد)

تشریح:۔ مجاہد ہر حال میں کامیاب و کامران رہتا ہے اگر وہ راہ خدا میں جام شہادت نوش کرتا ہے تو جنت کا وارث بنتا ہے اور اگر زندہ و سلامت رہتا ہے تو بھی اللہ تعالیٰ اسے دنیا و آخرت میں خوب نوازتے ہیں۔

پچھلے باب میں فضائل شہادت پر چالیس حدیثیں پیش کی گئی تھیں جن سے شہادت کی فضیلت اور اس کے مختلف درجات کی ضروری تفصیل سامنے آچکی ہے جہاد اور شہادت کا مرتبہ اگرچہ بہت اعلیٰ و ارفع ہے مگر یہ اونچا مقام اور فضیلتیں بھی بعض اوقات انسان کی غلطی سے ضائع ہو جاتی ہیں اور انسان اتنی قربانی دے کر اور تکلیفیں برداشت کرنے

کے بعد بھی ان کے اجر و ثواب سے محروم رہتا ہے۔ اگلے باب میں اس سلسلہ کی چند احادیث ذکر کی جارہی ہیں جن سے معلوم ہوگا کہ وہ کونسی چیزیں ہیں جن سے شہادت کا اجر و ثواب ضائع ہو جاتا ہے تاکہ ان سے بچ کر اپنے اجر و ثواب کی پونجی کی حفاظت کی جائے۔

باب دوم

جن امور سے شہادت اور جہاد کا اثر ختم ہو جاتا ہے

حدیث نمبر۱

”وعن ابی موسی رضی اللہ عنہ ان اعرابیا اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ الرجل یقاتل للمغنم، و الرجل یقاتل لیذکر، و الرجل یقاتل لیری مکانہ، فمن فی سبیل اللہ؟ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیاء فھو فی سبیل اللہ“

”حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک دیہاتی حاضر ہوا اور پوچھنے لگا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کوئی شخص مال غنیمت حاصل کرنے کی غرض سے جہاد کرتا ہے اور کوئی شہرت حاصل کرنے کے لئے جہاد کرتا ہے، اور کوئی (بہادری میں) اپنا مرتبہ دکھانے کے لئے جہاد کرتا ہے ان میں سے کون سا شخص راہ خدا میں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ جو اس لئے جہاد کرتا ہے کہ اللہ ہی کا بول بالا ہو کر رہے، بس وہی اللہ کی راہ میں ہے۔“

(رواہ البخاری ومسلم وابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجہ الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۲۹۶)

تشریح:۔ اس حدیث میں ان چیزوں کو بیان کیا گیا ہے جو شہادت کا ثواب حاصل کرنے

میں رکاوٹ بنتی ہیں۔

(۱) مال غنیمت کے لئے جہاد کرنا۔

(۲) شہرت کیلئے جہاد کرنا۔

(۳) لوگوں کو اپنی بہادری کا جوہر دکھانے کی نیت کرنا۔

مجاہد کو نیت ہی کے اعتبار سے اٹھایا جائے گا

حدیث نمبر ۲

"وعن عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما انہ قال یا رسول اللہ اخبرنی عن الجہاد و الغزو؟ فقال یا عبد اللہ بن عمرو ان قاتلت صابرا محتسبا بعثک اللہ صابرا محتسبا و ان قاتلت مرائیا مکاثرا بعثک اللہ مرائیا مکاثرا یا عبد اللہ بن عمرو علی ای حال قاتلت او قتلت بعثک اللہ علی تلک الحال"

"حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت فرماتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ مجھے جہاد کے بارے میں بتائیے یعنی یہ بتائیے کہ کس طرح کا جہاد باعث ثواب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اے عبداللہ بن عمرو اگر تو اس حال میں لڑے کہ تو صبر کرنے والا ہو اور ثواب کی نیت رکھتا ہو تو اسی حیثیت میں اٹھایا جائے گا اور اگر تو لڑے دکھاوے کیلئے اور فخر کے لئے یعنی لوگوں میں فخر کے لئے کہ میں تم سے شجاعت اور بہادری میں زیادہ ہوں، تو اللہ تعالیٰ تجھ کو اسی حال میں اٹھائے گا اے عبداللہ بن عمرو تو جس حالت پر لڑے گا یا مارا جائے گا تو اللہ تعالیٰ تجھ کو اسی حال میں

اٹھائے گا۔"

(الترغیب والترھیب ج ۲ص ۲۹۷)

تشریح :۔جیسی اس مجاہد کی نیت ہوگی ویسا ہی اس کے ساتھ معاملہ ہوگا اگر نیت صحیح تھی تو ان کے ساتھ معاملہ بھی اچھا ہوگا اور اگر نیت بری تھی تو ان کا حشر بھی برا ہوگا۔

مال وشہرت کے لئے جہاد کرنا

حدیث نمبر ۳

"وعن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ قال جاء رجل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ارایت رجلا غزا یلتمس الاجر والذکر مالہ؟ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاشیئ لہ فاعادھا ثلث مرات یقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاشیئ لہ ثم قال، ان اللہ لایقبل من العمل الا ماکان لہ خالصا وابتغی بہ وجھہ"

"حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ آپ ﷺ ایسے شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو جہاد کرتا ہے اور ثواب اور شہرت کا طلبگار ہوتا ہے؟۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس کے لئے کچھ نہیں یعنی اس کے لئے کوئی اجر نہیں یہ بات نبی کریم ﷺ نے تین مرتبہ دہرائی اور ہر مرتبہ یہ کہتے تھے کہ اس کے لئے کچھ نہیں ،پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ کسی عمل کو قبول نہیں کرتے ،مگر صرف اس عمل کو قبول کرتے ہیں جو خالص اسی

کے لئے ہو اور اس عمل سے اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب ہو۔"

(نسائی حدیث ۳۱۴۰ ' باب من غزا یلتمس الاجر والذکر کتاب الجہاد)

شہید کا جہنم میں جانا

حدیث نمبر ۴

"وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اول الناس یقضی علیہ یوم القیامۃ رجل استشھد فاتی بہ فعرفہ نعمتہ فعرفھا قال، فما عملت فیھا؟ قال قاتلت فیک حتی استشھدت، قال کذبت ولکن قاتلت لان یقال ھو جری فقد قیل، ثم امر بہ فسحب علی وجھہ حتی القی فی النار" (رواہ مسلم واللفظ لہ والنسائی والترمذی وابن خزیمہ فی صحیحہ)

"حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے پہلا شخص جس کے خلاف قیامت کے دن (دوزخ میں ڈالے جانے کا) فیصلہ کیا جائے گا ایک ایسا آدمی ہو گا جو (میدان جہاد میں) شہید کیا گیا ہو گا یہ شخص خدا تعالیٰ کے سامنے لایا جائے گا پھر خداوند تعالیٰ اس کو بتائیں گے کہ میں نے تم کو (دنیا میں) کیا کیا نعمتیں عطا کی تھیں' وہ اللہ تعالیٰ کی سب دی ہوئی نعمتوں کا اقرار کرے گا' پھر اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیں گے کہ بتاؤ تم نے ان نعمتوں سے کیا کام لیا؟ وہ کہے گا کہ میں نے آپ کی راہ میں جہاد کیا' یہاں تک کہ میں شہید کر دیا گیا

(اس طرح میں نے اپنی سب سے قیمتی اور محبوب چیز بھی آپ کے راستے میں نثار کر دی) اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو جھوٹ بولتا ہے۔ تو نے جہاد اس لئے کیا تھا تاکہ تیری بہادری کے چرچے ہوں، سو تیرا یہ مقصد تو پورا ہو گیا اور دنیا میں تیری بہادری کے چرچے ہو گئے، پھر اس کے لئے حکم خداوندی ہو گا اور وہ اوندھے منہ گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔"

(الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۲۹۹)

تشریح:۔ خدا تعالیٰ دلوں کے حال کو جاننے والے ہیں ان کو سب خبر ہے کہ مخلوق کے دل میں کیا بات ہے، چونکہ اس کے دل میں ریا اور دکھاوا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ اس کے عمل پر جنت دینے کے بجائے جہنم میں ڈال دیں گے۔ کتنی خطرناک بات ہے کہ انسان نے اپنے آپ کو تکلیف میں بھی ڈالا اور طرح طرح کی مصیبتیں بھی جھیلیں لیکن اس کا کوئی فائدہ نہ اٹھا سکا۔

جہاد دو طرح کے ہوتے ہیں

حدیث نمبر ۵

"وعن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ قال، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "الغزو غزوان، فامامن ابتغی وجه الله، واطاع الامام وانفق الكريمة وياسر الشريك، واجتنب الفساد فان نومه ونبهه اجر كله، واما من غزا فخرا ورياء، وسمعة و عصى الامام وافسد في الارض فانه لن يرجع بالكفاف"

"حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جہاد دو طرح کے ہوتے ہیں' پس جس نے جہاد اللہ کی رضامندی کے واسطے کیا اور امام (امیر) کی فرمانبرداری کی اور عمدہ مال اس میں خرچ کیا اور ساتھیوں کے ساتھ نرمی کا سلوک کیا اور فساد سے پرہیز کیا تو اس شخص کا سونا اور جاگنا سب باعث ثواب ہے' اور جس نے جہاد اپنی بڑائی جتانے اور دکھاوے کیلئے اور شہرت کے واسطے کیا' اور اپنے امام (امیر) کی نافرمانی کی اور زمین میں فساد پھیلایا تو ایسا شخص برابر سرابر بھی نہ لوٹے گا۔ (یعنی اسے ثواب تو کیا ملتا الٹا عذاب کا مستحق ہو گا۔"

(ابوداؤد کتاب الجہاد حدیث ۲۵۱۵ باب فی من یغزو ویلتمس الدنیا)

مال و دولت کے لئے جہاد کرنا

حدیث نمبر ۶

"وعن عبادة بن الصامت رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال، من غزا في سبيل الله، ولم ينو الا عقالا، فله ما نوى"

"حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے اللہ کے راستہ میں جہاد کیا اور اس نے (نیت مال کمانے کی کی تھی' اگرچہ) نیت صرف رسی حاصل کرنے کی تھی' پس اس کو اس جہاد میں سے وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی تھی۔"

(سنن نسائی کتاب الجہاد حدیث ۳۱۴۲)

تشریح:۔ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی شخص جہاد میں اس لئے شریک ہوا تاکہ اسے

کچھ مال و دولت مل جائے۔اس بات کو حدیث شریف میں ''عقال'' سے تعبیر کیا ہے'اس کے معنی رسی کے ہیں'رسی کا لفظ اس لئے استعمال کیا کہ رسی ایک بہت معمولی قیمت کی چیز ہے'پس جس نے جہاد مال حاصل کرنے کیلئے کیا اگرچہ وہ مال رسی جیسی معمولی چیز ہو اس کو جہاد سے کوئی ثواب نہیں ملے گا بلکہ جو کچھ مال اس کو مل گیا وہی اس کا حصہ ہے ثواب میں کوئی بھی حصہ اس کو نہیں ملے گا۔

آخرت کے کام کو دنیا کے لئے کرنا

حدیث نمبر ۷

"عن ابی بن کعب رضی الله عنه قال، قال رسول الله صلی الله علیه وسلم بشر هذه الامة بالتیسیر، والسناء، والرفعة بالدین، والتمکین فی البلاد، والنصر، فمن عمل منهم بعمل الآخرة للدنیا فلیس له فی الاخرة من نصیب"

''حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اس امت کو آسانی کی'اور دین کے ذریعہ سربلندی کی'اور شہروں میں اقتدار کی'اور مدد کی خوشخبری دیدو'اور جس شخص نے آخرت کے کام کو دنیا کے لئے کیا اس شخص کے لئے آخرت میں (اس عمل کا) کوئی ثواب نہیں۔''

(رواہ احمد وابن حبان'والبیہقی واللفظ لہ الترغیب والترہیب ج ۲ص ۲۹۸)

تشریح:۔دین کے کام اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لئے ہی ہونے چاہئیں'دینی امور میں بھی اگر مادہ پرستی کی آمیزش ہو اور دنیا کے لئے یہ سب کچھ ہونے لگے اور آخرت نظروں

سے اوجھل ہو جائے تو اس شخص کے لئے آخرت کے ثواب میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

حدیث نمبر۸

"وعند الترمذی حدثنی رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: ان الله تبارک وتعالی، اذا کان یوم القیامة ینزل الی العباد لیقضی بینهم، وکل امة جاثیة فاول من یدعو به رجل جمع القرآن، ورجل قتل فی سبیل الله، ورجل کثیر المال فذکر الحدیث الی ان قال ویوتی بالذی قتل فی سبیل الله، فیقول الله له، فیماذا قتلت؟ فیقول، ای رب امرت بالجهاد فی سبیلک فقاتلت حتی قتلت فیقول الله له، کذبت، وتقول له الملائکة کذبت، ویقول الله تبارک وتعالی، بل اردت ان یقال فلان جری، فقد قیل ذالک، ثم ضرب رسول الله صلی الله علیه وسلم علی رکبتی فقال: یا اباهریرة اولئک الثلاثة اول خلق الله تسعر بهم النار یوم القیامة"

"راوی فرماتے ہیں کہ مجھ کو نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بندوں کی طرف ان کا فیصلہ کرنے کیلئے متوجہ ہوگا اس وقت ہر امت (ہیبت کی وجہ سے) گھٹنوں کے بل جھکی ہوگی پس سب سے پہلے جن (تین) لوگوں کو بلایا جائے گا (ان میں) ایک وہ آدمی ہوگا جس نے کلام پاک حفظ کیا تھا'

اور (دوسرا) وہ جو اللہ کے راستہ میں قتل کیا گیا تھا اور (تیسرا) وہ آدمی جو کہ مالدار تھا' پھر راوی نے حدیث کا اگلا حصہ ذکر کیا (جس میں حافظ قرآن اور مالدار کا انجام بیان کیا گیا ہے' اسے یہاں حذف کر دیا گیا ہے) یہاں تک کہ راوی نے کہا کہ "اور اس شخص کو لایا جائے گا جو اللہ کے راستہ میں قتل کیا گیا تھا' اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے کہ تجھے کیوں قتل کیا گیا؟ وہ کہے گا کہ اے میرے رب مجھے آپ کے راستہ میں جہاد کا حکم دیا گیا تو میں نے آپ کے راستہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے کہ تم نے جھوٹ بولا ہے۔ فرشتے بھی کہیں گے کہ تم نے جھوٹ بولا ہے' اور پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تم نے تو (جہاد کے ذریعہ) یہ چاہا تھا کہ تمہیں بہادر کہا جائے' چنانچہ تمہیں (دنیا میں) بہادر کہا جا چکا ہے' (یعنی تمہارا مقصد تو پورا ہو چکا) پھر نبی کریم ﷺ نے میرے گھٹنہ پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اللہ کی مخلوق میں سے سب سے پہلے ان ہی تین شخصوں سے جہنم کو بھڑکایا جائے گا۔" (کیونکہ ان تینوں نے دین کا عمل دکھاوے اور شہرت کیلئے کیا تھا۔)

(الترغیب والترھیب ج ۲ ص ۲۰۰)

جہاد سے دنیا کا حصول

حدیث نمبر۹

"وعن ابی هريرة رضی الله عنه ان رجلا قال: يا رسول الله رجل يريد الجهاد وهو يريد عرضا من

؟فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ،لا اجر له ، فاعظم ذالك الناس ، وقالوا للرجل، عدلرسول الله صلى الله عليه وسلم فلعلك لم تفهمه ، فقال الرجل: يارسول الله رجل يريد الجهاد في سبيل الله وهو يبتغي عرض الدنيا ، قال ، لا اجر له فاعظم ذالك الناس وقالوا ،عدلرسول الله صلى الله عليه وسلم ، فقال له الثالثة رجل يريد الجهاد وهو يبتغي عرضامن الدنيا؟فقال لا اجر له"

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ ایک شخص جہاد کا ارادہ رکھتا ہے حالانکہ وہ (اس سے) دنیا کا مال واسباب چاہتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو کچھ ثواب نہ ہوگا' تو لوگوں نے یہ بات بہت بھاری یا اچھنبی محسوس کی اور اس شخص سے کہا کہ تم نبی کریم ﷺ سے دوبارہ پوچھو شاید تم نبی کریم ﷺ کی بات کو اچھی طرح نہ سمجھے ہو تو اس شخص نے پھر پوچھا کہ یارسول اللہ ایک شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور اس سے وہ دنیا کا مال واسباب چاہتا ہے تو آپ ﷺ نے پھر فرمایا کہ اس کو کچھ ثواب نہ ہوگا۔ اس مرتبہ لوگوں نے پھر اس شخص کو کہا کہ تم اس بات کو پھر نبی کریم ﷺ سے پوچھو' تو انہوں نے تیسری بار پھر نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے پھر فرمایا کہ ایسے شخص کو کوئی ثواب نہ ہوگا۔"

(ابوداؤد کتاب الجہاد حدیث ۲۵۱۶ باب فی من یغزو ویلتمس الدنیا)

تشریح :۔ظاہر ہے کہ اس شخص نے دنیا کے مال واسباب کے لئے جہاد کیا اس لئے اس کو ثواب نہیں ملا' تین مرتبہ انہوں نے اس لئے سوال کیا کہ جہاد جیسی عظیم چیز کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ اس کو کوئی ثواب نہ ملے گا بہت بڑی بات تھی اس پر حاضرین مجلس کو حیرت ہوئی اور انہوں نے سائل سے کہا کہ کہیں تمہیں نبی کریم ﷺ کی بات سننے میں مغالطہ تو نہیں ہوا اس لئے تم دوبارہ سوال کرو' چنانچہ سائل نے دوسری اور تیسری مرتبہ پھر یہی سوال کیا اور آپ نے بھی ہر مرتبہ یہی جواب دیا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بھی کام کتنا ہی عظیم اور بڑا کیوں نہ ہو لیکن اگر اس میں اخلاص نہ ہو اور اس کا مقصد دنیا حاصل کرنا ہو تو پھر وہ بے کار اور بے حیثیت ہے اللہ کی نظر میں اس کی کوئی حیثیت نہیں۔

شہداء کے ایمان افروز واقعات

(۱) شہداء کے خون کی معطر خوشبو مجاہدین میں ایک مشہور سی بات ہے اور زبان زدعام ہو چکی ہے ' مجاہدین اسلام دور دراز فاصلہ سے بھی اس خوشبو کو سونگھ کر پتہ لگا لیتے ہیں کہ شہید کہیں قریب ہی موجود ہے۔ یہاں اس سلسلے کے چند واقعات جو جہاد افغانستان میں پیش آئے' نقل کرتا ہوں۔

مولانا ارسلان نے جو صوبہ پکتیکا کے مشہور کمانڈر ہیں' بتایا:

"ہمارا ایک طالب علم عبدالبصیر شہید ہو گیا میں اور مجاہد فتح اللہ رات کی تاریکی میں اسے ڈھونڈنے نکلے تو فتح اللہ نے کہا' شہید کہیں قریب ہی ہے کیونکہ میں بہت عمدہ خوشبو محسوس کر رہا ہوں' پھر وہی خوشبو مجھے بھی محسوس ہونے لگی' اسی کا تعاقب کرتے ہوئے ہم شہید تک جا پہنچے اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ شہید کے زخم سے بہنے والا خون رات کی تاریکی میں چمک رہا تھا۔"

(آیات الرحمن ص ۹، شیخ عبداللہ عزام شہید رحمۃ اللہ علیہ)

(۲) مجاہد عمر حنیف بتاتے ہیں کہ:

"میں نے جہاد کے زمانہ میں ایک شہید بھی ایسا نہیں دیکھا کہ جس کے جسم کی حالت متغیر ہو گئی ہو یا اس کے جسم سے بدبو آنے لگی ہو ان کا کہنا ہے کہ میں نے ایک شہید بھی ایسا نہیں دیکھا جس کے جسم کو کتوں نے چھوا ہو جبکہ کمیونسٹوں کو کتے اور دوسرے درندے بھنبھوڑتے رہتے ہیں۔ میں نے بعض شہداء کو شہید ہونے کے ایک سال بعد دیکھا تو ان کے زخم تازہ تھے"۔

(آیات الرحمان ۱۰۲)

(۳) مولانا نصر اللہ منصور فرماتے ہیں کہ مجھے حبیب اللہ (یاقوت) نے یہ واقعہ بیان کیا۔

"میرا بھائی شہید ہو گیا' شہادت کے تین مہینہ بعد میری والدہ نے اسے خواب میں دیکھا' وہ والدہ سے کہنے لگا' میرے سارے زخم مندمل ہو چکے ہیں صرف ایک زخم سر میں باقی ہے۔ والدہ نے اصرار کیا کہ شہید کی قبر کھودی جائے' میرے بھائی کی قبر کے ساتھ ایک اور قبر تھی' اپنے بھائی کی قبر کھودتے ہوئے ایک قبر اور بھی نکل آئی اس میں میت پر بچھو تھے' والدہ نے کہا کہ قبر نہ کھودو' تو میں نے والدہ سے کہا کہ میرا بھائی شہید ہے یہ ناممکن ہے کہ اس پر بچھو ہوں' قبر کھودنے کے بعد جب ہمارے بھائی کا جثہ نمودار ہوا تو اس سے بہترین خوشبو آ رہی تھی۔ یہ خوشبو اتنی زبردست تھی کہ ناقابل برداشت ہونے لگی اور دیکھا کہ سر میں جو زخم تھا اس سے خون بہہ رہا تھا' جب والدہ نے اس زخم کو انگلی سے چھوا تو وہ انگلی ایسی معطر ہو گئی کہ تین مہینہ گذرنے کے باوجود ابھی تک ان کی انگلی خوشبودار ہے۔ اور اس سے خوشبو نکلتی رہتی ہے۔"

(آیات الرحمٰن ص ۹۷ شیخ عبداللہ عزام شہید ؒ)

(۴) محمد شیرین کہتے ہیں کہ:

"وردگ صوبہ میں چار مجاہد ساتھی شہید ہوئے' چار مہینہ بعد ہم نے ان سے مشک جیسی خوشبو اٹھتی ہوئی محسوس کی۔"

(آیات الرحمٰن ص ۹۷)

شہداء کے مزارات اور منور شعاعیں

۱۔ صوبہ ہلمند کے مجاہد عبدالمنان نے خبر دی:

"ایک معرکہ میں مجاہدین کی تعداد چھ سو اور کافروں کی تعداد چھ ہزار تھی' نیزان کے ساتھ چھ سو ٹینک اور پینتالیس طیارے بھی تھے' پوری شدت سے ہم پر حملہ ہونے کے باوجود یہ معرکہ

اٹھارہ دن تک جاری رہا' مجاہدین میں سے صرف ۲۳ شہید ہوئے' اور دشمن کے چار سو پچاسی افراد قتل ہوئے اور چھتیس آدمی پکڑے گئے' یہ معرکہ شدید گرمی میں پیش آیا شہداء میں سے کسی کا جسم اس طویل عرصہ میں نہ متغیر ہوا اور نہ ہی ان سے بدبو آئی' ان میں سے ایک مجاہد عبدالغفور دین محمد تھا' روزانہ رات کو اس کے جسم سے نورانی شعاعیں پھوٹ کر آسمان کی طرف بلند ہوتی ہوئی نظر آتی تھیں اور یہ کیفیت تقریباً تین منٹ تک رہتی' یہ نورانی شعاعیں سب مجاہدین نے دیکھیں ۔"

(آیات الرحمٰن ص ۱۱۵)

۲۔ قندھار کے ارغنداب نامی علاقہ میں مجاہدین نے قبرستان کی سمت میں تیز روشنی دیکھی خیال ہوا کہ کہیں دشمن کی فوجیں نہ ہوں اس لئے مجاہدین اسی سمت چلے' تو وہاں کچھ بھی نہ پایا بلکہ وہاں پہنچ کر دیکھا کہ وہ روشنی ایک شہید کی قبر سے نکل رہی تھی' اور مجاہدین کے پہنچنے پر ختم ہو گئی۔

(الترہیبہ ص ۷۹ ج ۵)

شہید کی ایک اور کرامت

۱۔ جناب عبدالجبار صاحب (ارگون) بیان کرتے ہیں :

"یکم جولائی ۱۹۸۶ء کو ہم نے کمیونسٹ فوجیوں پر حملہ کیا جس میں مجاہد محمد آغا شہید ہو گئے اور ہم نے ان کو چادر میں لپیٹ دیا' بعد ازاں ہم نے دیکھا کہ شہید کے خون کی دھار نے بڑی خوبصورتی سے چادر پر کلمہ طیبہ لکھ دیا تھا' اس منظر کو میں نے اور مجاہدین کے جم غفیر نے بھی دیکھا"

(الارشاد شمارہ نمبر ۲۰)

مجاہد نقیب اللہ لوگری بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۸۴ء میں عرفہ کے دن ۹ ذی الحجہ کو ہم

نے دشمن پر یلغار کی جس میں مجاہدین کو سو سے زیادہ بکتر بند گاڑیاں اور ٹینک وغیرہ بطور غنیمت ہاتھ آئے' اور ہم میں سے صرف ایک مجاہد محمد نعیم شہید ہوگئے' عیدالاضحی کی رات جب میں شہید محمد نعیم پر پہرہ دے رہا تھا' تو میں نے اردگرد کے درخت پتھر اور پانی وغیرہ کو تسبیح و تلاوت کرتے سنا' میرا خیال تھا کہ شاید میں نیند کی حالت میں کوئی خواب دیکھ رہا ہوں مگر میں تو حقیقت میں بیدار ہی تھا بعد میں معلوم ہوا کہ محمد نعیم نے اپنے اہل و عیال سے کہا تھا کہ انشاءاللہ آپ لوگ عید کی نماز کابل میں پڑھیں گے اور میں جنت میں' آپ کی شہادت کے بعد وہاں کے پہاڑوں اور دروں میں ایسی خوشبو مہکنے لگی کہ ہر انسان گمان کرتا کہ گویا ہر چیز عطرپاشی میں مصروف ہے۔

(الارشاد شمارہ نمبر ۲۵)

۳۔ کمانڈر خالد زبیر شہید علیہ الرحمۃ نے ایک معرکہ کا واقعہ سنایا کہ ہمیں ۹ رمضان کو صبح ۸ بجے دشمن کی چوکی "زامہ خولہ" پر قریب جا کر حملہ کرنا تھا' ہم سحری وقت سے ذرا پہلے کھا کر مرکز سے روانہ ہوئے' فیصل آباد کا ایک ۱۹ سالہ مجاہد حبیب الرحمان' جو حافظ قرآن تھا اسے میں نے اس معرکہ میں جانے سے روک دیا تھا' کیونکہ وہ ہمارے مرکز میں تراویح پڑھاتا تھا' اسے بہت غم ہوا' اور میری منت سماجت کرنے لگا' بالآخر اس کے شدید اصرار پر میں نے اسے ساتھ چلنے کی اجازت دیدی تو اس کی خوشی کی انتہاء نہ رہی' ہم نے دشمن کی چوکی پر میزائلوں سے حملہ کیا' حبیب الرحمن بھی دن بھر دشکہ (اینٹی ایئر کرافٹ گن) سے چوکی پر تابڑتوڑ حملے کرتا رہا' افطار سے تقریباً دس منٹ پہلے جبکہ دشمن کی طرف سے گولوں کی بارش ہو رہی تھی وہ اپنے مورچے میں دو ساتھیوں کے درمیان بیٹھا تھا' چوتھا ساتھی مورچہ میں جگہ نہ ہونے کی وجہ سے باہر ہی بیٹھ گیا' حبیب الرحمان اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا ہم اس وقت جنت میں بیٹھے ہیں' کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ "جنت تلواروں کی چھاؤں میں ہے" اور ہم اس وقت گولوں کی چھاؤں میں بیٹھے ہیں' پھر کہنے لگا آج پیاس بھی بڑی زور کی لگی ہے کیا اچھا ہو کہ آج کا افطار جنت میں جا کر ہو' وہ یہ جملہ کہہ کر خاموش ہی ہوا تھا کہ دشمن کی مارٹر توپ کا ایک گولہ پاس آکر پھٹا' عجیب بات یہ ہے کہ جو ساتھی مورچے سے باہر تھا اسے تو خراش تک نہ آئی' مورچہ کے اندر کا بھی ایک ساتھی محفوظ رہا' دوسرے ساتھی

کو معمولی زخم آیا‘ لیکن حافظ حبیب الرحمن کو جس نے جنت میں جاکر افطار کرنے کی تمنا کی تھی گولے کا ایک بڑا ٹکڑا آ کر لگا اور وہ اسی وقت شہید ہو گیا۔

(یہ تیرے پُراسرار بندے ص ۲۰۰ مصنف حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ)

۴۔ رحمت اللہ شہید ڈھاکہ کے ایک عظیم دینی اور علمی خاندان کے چشم وچراغ تھے ان کے والد ”جناب احمد اللہ صاحب“ بنگلہ دیش کی سب سے بڑی جامع مسجد ”بیت المکرم“ میں اہم ذمہ داری پر فائز ہیں۔ اور دادا حضرت مولانا محمد اللہ صاحب ﷺ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ﷺ کے خلیفہ مجاز تھے۔ بنگلہ دیش کے مشہور ترین علماء اور مشائخ میں ان کا ممتاز مقام تھا‘ حافظ جی حضور کے لقب سے مشہور تھے۔

رحمت اللہ شہید ۱۹۸۶ء سے جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی میں زیر تعلیم تھے‘ شہادت سے صرف ایک ماہ قبل اگست ۱۹۸۸ء میں پہلی بار جہاد میں شریک ہوئے اور کراچی واپس آگئے‘ لیکن زندگی کے اس لذیذ ترین تجربہ نے ایمان کی ایسی حلاوت‘ اور قربانی کی ایسی تڑپ پیدا کی کہ چند ہی روز بعد ستمبر میں محاذ سے واپس آکر پورا ایک سال جہاد کے لئے لکھوا دیا۔ شہید نے تین روز پہلے خواب میں دیکھا تھا کہ ان کے دادا نے ان کی شادی کرائی ہے۔ یہ خواب انہوں نے اپنے دوست بختیار حسین کو شہادت کے روز صبح کو سنایا اور کہا کہ مجھے اس کی تعبیر یہ معلوم ہوتی ہے کہ میں آج کی جنگ میں ضرور شہید ہو جاؤں گا‘ تم پیچھے نہ ہٹنا اور میرے گھر والوں کو خوشخبری سنا کر ان کی تسلی کرنا‘ شہید کے والد جناب احمد اللہ ڈھاکہ میں تھے‘ جب یہاں سے فون پر انہیں اطلاع دی گئی تو انہوں نے بتایا کہ ”مجھے شہادت کا علم ایک خواب سے ہو چکا ہے“ اور میں فون پر بات شروع کرنے سے پہلے ہی اپنے مجاہد بیٹے کی شہادت کی خبر لوگوں کو دے چکا ہوں‘ شہید کو مجاہدین نے اپنی ایمبولینس میں کراچی پہنچایا اور یہاں سے بذریعہ طیارہ ڈھاکہ لے جایا گیا‘ جامع مسجد بیت المکرم ڈھاکہ میں علمائے کرام اور عوام و خواص کے جمع غفیر نے نماز جنازہ پڑھی دادا کے پہلو میں سپرد خاک کئے گئے۔

(یہ تیرے پراسرار بندے ص ۲۷۸)

مجاہد فتح اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مجاہد ”حکیم“ نے مجھے یہ واقعہ بیان کیا کہ ہم نے ایک شہید تمیز خان کو سات مہینہ بعد اس کی قبر سے نکالا تو اس کے اندر بالکل کوئی تغیر

نہیں ہوا تھا جس حالت میں دفن کیا تھا اسی حالت میں تھا اور اس کا خون اس وقت بھی رس رہا تھا اور اس میں مشک جیسی خوشبو تھی۔

(آیات الرحمٰن شیخ عبداللہ عزام شہید ص ۱۰۰)

مولانا عبدالکریم صاحب بیان کرتے ہیں کہ تقریباً مجھے ۱۲۰۰ بارہ سو شہیدوں کی زیارت کا اتفاق ہوا لیکن کسی بھی ایک شہید کو ایسا نہیں دیکھا کہ جس کی حالت متغیر ہوگئی ہو اور ایک شہید بھی ایسا نہیں دیکھا جن کو کتوں نے بھنبھوڑا ہو جبکہ کمیونسٹوں کے ساتھ اس طرح کے بیشمار واقعات پیش آتے رہتے ہیں۔

(آیات الرحمٰن ص ۱۰۰)

پکتیا کے مولانا جلیل الدین فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شہید بھی ایسا نہیں دیکھا کہ جس کو کتوں نے کھایا ہو' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شہید ایسا دیکھا کہ اس کی لاش ۲۵ دن تک پڑی رہی اور اس کے ارد گرد کمیونسٹوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں' تمام کمیونسٹوں کی لاشوں کو کتوں نے پھاڑ کھایا لیکن اس شہید کو کتوں نے چھوا تک نہیں۔

(آیات الرحمٰن ص ۱۰۱ شیخ عبداللہ عزام شہیدؒ)

عمر حنیف بیان کرتے ہیں کہ ایک حافظ قرآن مجاہد جن کا نام "سید شاہ" تھا ہمارے ساتھ تھے وہ عابد زاہد' تہجد گزار مجاہد تھے' ان کو سچے خواب نظر آتے اور بیشمار ان کی کرامات تھیں وہ ایک معرکہ میں شہید ہوگئے ہم ان کی قبر پر ڈھائی سال کے بعد آئے' ہمارے ساتھ ایک کمانڈر اور تھے جن کا نام "نور الحق" تھا ہم نے سید شاہ کی قبر کو کھولا تو ہم نے دیکھا کہ شہادت سے پہلے وہ جیسے تھے آج ڈھائی سال کا عرصہ گذرنے کے بعد بھی ویسے ہی ہیں ایک حیرت ناک بات یہ ہوئی تھی کہ ان کی داڑھی پہلے سے لمبی ہو چکی تھی' ان کو ڈھائی سال پہلے میں نے اپنے ہاتھوں سے دفن کیا تھا۔

ایک اور عجیب بات یہ تھی کہ میں نے اس شہید کے اوپر کالا ریشمی جبہ پایا' اس جیسا جبہ میں نے آج تک روئے زمین پر نہیں دیکھا' جب میں نے اس جبہ کو چھوا تو اس جبہ کی خوشبو مشک و عنبر سے بھی زیادہ پیاری تھی۔

(آیات الرحمٰن ص ۷۵)

شہید کے کفن دفن اور نماز جنازہ کے مسائل

شہید کی دو قسمیں ہیں :

(۱) شہید کی ایک قسم تو وہ ہے جن کو غسل و کفن نہیں دیا جاتا بلکہ جو کپڑے وہ پہنے ہوئے ہوں انہیں کپڑوں میں غسل دیئے بغیر نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا جاتا ہے۔

(۲) دوسری قسم شہید کی وہ ہے جسے آنحضرت ﷺ کی بشارت کے مطابق آخرت میں تو درجہ شہادت نصیب ہو گا لیکن دنیا میں اس پر شہید کے احکام جاری نہیں ہوتے، یعنی عام مسلمانوں کی طرح ان کو غسل و کفن دیا جائے گا، اس قسم کی شہادت کی بہت سی صورتیں ہیں، جن کی مفصل فہرست انشاءاللہ بعد میں بیان کی جائے گی۔

سب سے پہلے شہید قسم اول کی تعریف اور اس کے احکام ذکر کیے جاتے ہیں۔

شہید کی پہلی قسم

قسم اول کا شہید جن کو غسل و کفن نہیں دیا جاتا، وہ مقتول ہے جس میں مندرجہ ذیل سات شرطیں پائی جائیں۔

۱۔ مسلمان ہونا، لہٰذا کافر کے لئے کسی قسم کی شہادت ثابت نہیں ہو سکتی۔

۲۔ عاقل و بالغ ہونا، لہٰذا جو شخص جنون کی حالت میں مارا جائے یا نابالغی کی حالت میں مارا جائے تو اس کے لئے شہادت کے وہ احکام جن کی تفصیل آگے آئے گی ثابت نہ ہوں گے۔

۳۔ حدث اکبر سے پاک ہونا، اگر کوئی شخص جنابت کی حالت میں یا کوئی عورت حیض و نفاس کی حالت میں شہید ہو جائے تو اس کے لئے بھی شہید کے احکام جو آگے آرہے ہیں ثابت نہ ہوں گے۔

۴۔ بے گناہ مقتول ہونا لہٰذا اگر کوئی شخص قتل نہیں کیا گیا بلکہ کسی شرعی جرم کی سزا میں مارا گیا ہے یا قتل نہ کیا گیا ہو بلکہ طبعی موت مر گیا ہو تو اس کے لئے بھی شہید کے احکام جو آگے آرہے ہیں ثابت نہ ہوں گے۔

۵۔ مقتول اگر کسی مسلمان یا ذمی (ذمی اس کافر کو کہتے ہیں جو ایسے ملک کا باشندہ ہو جہاں مسلمانوں کی حکومت ہے) کے ہاتھوں سے مارا گیا ہو تو یہ بھی شرط ہے کہ کسی دھار دار آلہ سے مارا گیا ہو اگر وہ مقتول بغیر دھار دار آلے کے مارا گیا ہو اور اسے مسلمان یا ذمی نے قتل کیا ہے مثلاً کسی پتھر سے مارا جائے جس میں دھار نہ ہو تو اس پر شہید قسم اول کے احکام جاری نہیں ہوں گے۔ لیکن لوہا دھار دار آلہ کے حکم میں ہے اگر چہ اس میں دھار نہ ہو' بندوق کی گولی بھی اسی دھار دار کے حکم میں داخل ہے۔

اور اگر کوئی شخص کافروں' باغیوں' یا ڈاکوؤں کے ہاتھوں مارا گیا ہو' یا ان کے معرکہ جنگ میں قتل کیا ہوا ملے تو پھر اس میں دھار دار آلہ سے قتل کئے جانے کی شرط نہیں ہے۔ یہاں تک کہ اگر پتھر وغیرہ سے بھی لوگ اسے قتل کر دیں تو بھی اس پر شہید قسم اول کے احکام جاری ہوں گے۔

۶۔ اس قتل کی سزا میں ابتداء شریعت کی طرف سے کوئی مالی عوض مقرر نہ ہو بلکہ قصاص واجب ہوتا ہو' پس اگر مالی عوض مقرر ہو تب بھی اس مقتول پر شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے اگر چہ ظلماً مارا جائے۔

مثلاً اگر کوئی شخص کسی آبادی میں یا آبادی کے قریب کسی جگہ مقتول پایا جائے' بشرطیکہ یہ جگہ میدان جنگ کے علاوہ ہو اور اس کا قاتل معلوم نہ ہو' ان صورتوں میں چونکہ اس کے قتل کے عوض میں مال (جسے دیت کہتے ہیں) واجب ہوتا ہے' قصاص واجب نہیں ہوتا اس لئے یہاں شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے۔

مال کے عوض مقرر ہونے میں ابتداء کی قید اس لئے لگائی گئی کہ اگر ابتداء قصاص مقرر ہوا ہو مگر کسی سبب سے قصاص معاف ہو کر اس کے بدلہ میں مال واجب ہوا تو وہاں شہید کے احکام جاری ہو جائیں گے۔

مثلاً کسی شخص کو دھار دار آلہ سے جان بوجھ کر ظلماً قتل کیا گیا لیکن قاتل میں اور مقتول کے ورثاء میں مال کے بدلہ میں صلح ہو گئی تو اس صورت میں چونکہ قصاص واجب ہوا تھا' اور مال شروع میں واجب نہیں ہوا تھا بلکہ بعد میں صلح کی وجہ سے واجب ہوا' اس لئے یہاں شہید کے احکام جاری ہو جائیں گے۔

۷۔ زخمی ہونے کے بعد زندگی کی راحت اور فائدہ حاصل نہ کیا ہو مثلاً زخمی ہونے کے بعد نہ کچھ کھایا ہو نہ پیا ہو' نہ ہی علاج وغیرہ کرایا ہو اور نہ ہی کچھ خرید وفروخت کا معاملہ کیا ہو اور نہ ہی اس کی زندگی میں ایک نماز کا وقت ہوش وحواس کی حالت میں گذرا ہو اور نہ ہی اس کو ہوش وحواس کی حالت میں میدان جنگ سے اٹھا کر لایا گیا ہو۔ ہاں اگر جانوروں یا گاڑیوں کے نیچے آجانے کے خوف سے میدان جنگ سے اٹھالائیں تو حکم میں کوئی فرق نہ آئے گا یعنی وہ قسم اول میں داخل رہے گا۔

اگر کوئی شخص زخمی ہونے کے بعد زیادہ بات چیت کرے تو وہ بھی شہید قسم اول کے احکام میں داخل نہ ہو گا اس لئے کہ زیادہ گفتگو کرنا زندہ افراد کی شان ہے اسی طرح اگر وہ زخمی ہونے کے بعد وصیت کرے تو اگر وہ وصیت دنیاوی معاملہ میں ہو تو شہید قسم اول کے حکم سے خارج ہو جائے گا اور اگر دینی معاملہ میں ہو تو خارج نہ ہو گا۔

اگر کوئی شخص معرکہ جنگ میں شہید ہوا اور اس سے یہ مذکورہ بالا باتیں صادر ہوں تو شہید قسم اول کے احکام سے خارج ہو جائے گا ورنہ نہیں لیکن یہ شخص اگر جنگ میں قتل ہوا ہے اور ابھی جنگ ختم نہیں ہوئی تو مذکورہ بالا امور انجام دینے کے باوجود بھی وہ شہید ہے۔

(شامی ج اص ۷۴۴ باب الشہید کتاب الصلاۃ احکام میت ص ۱۰۶)

شہید قسم اول کے احکام

مسئلہ۔ جس شہید میں یہ سب شرطیں پائی جائیں اس کا ایک حکم یہ ہے کہ اس کو غسل نہ دیا جائے اور اس کا خون اس کے بدن سے صاف نہ کیا جائے البتہ اگر خون کے علاوہ کوئی اور نجاست اس کے بدن یا کپڑوں پر لگ گئی ہو تو اسے دھو دیا جائے۔

(شامی ج اص ۵ ۲ باب الشہید)

مسئلہ۔ دوسرا حکم یہ ہے کہ جو کپڑے مثلاً شلوار وغیرہ جو اس نے پہنے ہوئے ہوں' ان کپڑوں کو اس کے جسم سے نہ اتاریں' ہاں اگر اس کے کپڑے مسنون عدد سے کم ہوں تو مسنون عدد پورا کرنے کے لئے کپڑے اور زیادہ کر دیئے جائیں اسی طرح اگر اس کے کپڑے مسنون عدد سے زیادہ ہوں تو زائد کپڑے اتار لئے جائیں' اور اگر اس کے جسم پر ایسے

کپڑے ہوں جن میں کفن ہونے کی صلاحیت نہ ہو' جیسے چمڑے کا لباس پوستین وغیرہ تو ان کو بھی اتار لینا چاہئے' ہاں البتہ اگر ایسے کپڑوں کے سوا جسم پر کوئی کپڑا نہ ہو تو پھر پوستین وغیرہ کو اتارنا نہیں چاہئے۔

(شامی و مراقی الفلاح)

مسئلہ ۔ٹوپی' جوتا ہتھیار' زرہ وغیرہ ہر حالت میں اتار لیا جائے گا۔

باقی سب احکام جو دوسرے مسلمانوں کے لئے ہیں مثلاً نماز جنازہ اور دفن وغیرہ وہ سب اس کے حق میں بھی جاری ہوں گے۔

اگر کسی شہید میں مذکورہ بالا شرطوں میں سے کوئی ایک شرط بھی مفقود ہو تو اس کو غسل بھی دیا جائے گا اور دوسرے مردوں کی طرح نیا کفن بھی پہنایا جائے گا۔

(شامی ا حکام میت ص ۱۱۰ و ۱۱۱)

شہید کی دوسری قسم

شہداء کی دوسری قسم وہ ہے جنہیں آنحضرت ﷺ کی بشارت کے مطابق آخرت میں تو شہادت کا درجہ نصیب ہو گا اور شہید کی طرح اعزاز و اکرام اور ثواب کا معاملہ ان کے ساتھ کیا جائے گا لیکن دنیا میں ان پر شہیدوں کے احکام جاری نہیں ہوتے یعنی ان کا غسل و کفن عام مسلمانوں کی طرح کیا جاتا ہے شہیدوں کی طرح نہیں۔

شہیدوں کی اس قسم میں جو مسلمان داخل ہیں ان کی چالیس سے زیادہ قسمیں ہیں لیکن ان سب کا ذکر کسی ایک حدیث میں یکجا نہیں ملتا' متفرق احادیث میں ان کا ذکر آیا ہے' جیسے علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور تصنیف "حاشیہ رد المحتار" میں درج فرمایا ہے یہاں اس کو ایک فہرست کی صورت میں نقل کیا جاتا ہے۔ اس قسم میں مندرجہ ذیل افراد شامل ہیں۔

(۱) وہ بے گناہ مقتول جو شہید کی قسم اول میں اس لئے داخل نہ ہو کہ جو شرطیں قسم اول میں بیان کی گئی ہیں ان میں سے کوئی شرط اس میں مفقود ہو' مثلاً وہ مقتول جو مجنون' نابالغ' یا جنبی ہو یا حیض و نفاس والی عورت ہو' اور وہ مقتول جس کے قتل کے عوض میں قصاص واجب نہیں بلکہ مالی عوض یعنی خونبہا واجب ہوتا ہو' اور وہ مقتول جو باغیوں' ڈاکوؤں

یا حربی کافروں کے ہاتھوں مارا جائے مگر زخمی ہونے کے بعد دنیا کی کوئی سہولت اور راحت اسے حاصل ہوگئی ہو ان سب صورتوں میں مقتول اگرچہ شہید کی قسم اول میں داخل نہیں' لیکن قسم دوم میں داخل ہے 'یعنی آخرت میں اسے شہادت کا درجہ نصیب ہوگا دنیا میں شہید کے احکام جاری نہیں ہوں گے۔

(۲) جس نے کسی کافر' باغی' یا ڈاکو پر حملہ کیا مگر وار خطا ہو کر خود کو لگ گیا جس سے موت واقع ہوگئی۔

(۳) مسلمانوں کے کسی علاقے کی سرحد کا پہرہ دینے والا' جو وہاں طبعی موت مرجائے۔

(۴) جس نے صدق دل سے اللہ کی راہ میں جان دینے کی دعاء کی ہو پھر طبعی موت مرجائے۔

(۵) جو ظالموں سے اپنی یا اپنے گھر والوں کی جان بچانے کے لئے لڑتا ہوا مارا جائے۔

(۶) جو اپنا مال ظالموں سے بچانے یا چھڑانے کے لئے لڑتا ہوا مارا جائے۔

(۷) حکومت کا مظلوم قیدی جو قید کی وجہ سے مرجائے۔

(۸) جو ظلم سے بچنے کے لئے روپوش ہوا اور اسی حالت میں مرجائے۔

(۹) طاعون سے مرنے والا' اس میں وہ شخص بھی داخل ہے جو طاعون کے زمانے میں طاعون کے بغیر ہی وفات پا جائے 'بشرطیکہ جس بستی میں ہو وہیں ثواب کی نیت اور صبر کے ساتھ ٹھہرا رہے 'راہ فرار اختیار نہ کرے۔

(۱۰) پیٹ کی بیماری میں وفات پانے والا۔

(۱۱) نمونیہ کی بیماری میں وفات پانے والا۔

(۱۲) سل کی بیماری میں وفات پانے والا۔

(۱۳) مرگی کے مرض سے یا کسی سواری سے گر کر ہلاک ہونے والا۔

(۱۴) بخار میں مرنے والا۔

(۱۵) جس کی موت سمندر میں متلی اور قے لگنے سے واقع ہوئی ہو۔

(۱۶) جو شخص اپنی بیماری میں چالیس مرتبہ لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین کہے اور اسی بیماری میں وفات پا جائے۔

(۱۷) جس کی موت اچھو لگنے سے ہوئی ہو۔

(۱۸) جس کی موت زہریلے جانور کے ڈسنے سے ہوئی ہو۔

(۱۹) جسے کسی درندے نے پھاڑ ڈالا ہو۔

(۲۰) آگ میں جل کر مرنے والا۔

(۲۱) پانی میں ڈوب کر مرنے والا۔

(۲۲) جس پر کوئی عمارت یا دیوار وغیرہ گر پڑی ہو۔

(۲۳) جس عورت کی موت حمل کی حالت میں ہو جائے۔

(۲۴) نفاس والی عورت، جس کی موت ولادت کے وقت ہوئی ہو یا ولادت کے بعد نفاس کی مدت ختم ہونے سے پہلے ہوئی ہو۔

(۲۵) جو عورت کنواری ہی وفات پا جائے۔

(۲۶) جو عورت اپنے شوہر کے کسی اور عورت سے تعلق زوجیت وغیرہ کے غم پر صبر کرے اور اسی حالت میں مر جائے۔

(۲۷) وہ پاکباز عاشق جو اپنا عشق چھپائے رکھے اور غم عشق میں مر جائے۔

(۲۸) جسے غریب الوطنی میں موت آجائے۔

(۲۹) دین کا طالب علم

(۳۰) وہ موذن جو صرف ثواب کے لئے اذان دیتا ہو تنخواہ یا اجرت مقصود نہ ہو۔

(۳۱) اپنی بیوی بچوں کی خبرگیری کرنے والا، جو ان کے متعلق اللہ کے احکام بجالائے اور ان کو حلال کھلائے۔

(۳۲) سچا دیانتدار تاجر۔

(۳۳) جو تاجر مسلمانوں کے کسی شہر میں کھانے کی چیزیں پہنچائے۔

(۳۴) جس نے اپنی زندگی اچھے سلوک میں گذاری ہو یعنی برے لوگوں کے ساتھ بھی شرعی حکم کے بغیر برا سلوک نہ کرتا ہو۔

(۳۵) امت کے بگاڑ کے وقت سنت پر قائم رہنے والا۔

(۳۶) جو رات کو باوضو سوئے اور اسی حالت میں انتقال ہو جائے۔

(۳۷) جمعہ کے دن وفات پانے والا۔

(۳۸) جو شخص روزانہ پچیس بار یہ دعا کرے کہ :

"اللھم بارک لی فی الموت وفیما بعد الموت"

ترجمہ :۔"اے اللہ میرے لئے موت میں بھی برکت دے اور موت کے بعد کے حالات میں بھی برکت عطا فرما"۔

(۳۹) جو چاشت کی نماز پڑھے، اور ہر مہینہ تین روزے رکھے، اور وتر نہ سفر میں چھوڑے نہ مقیم ہونے کی حالت میں۔

(۴۰) ہر رات سورہ یٰسین پڑھنے والا۔

(۴۱) جو شخص آنحضرت ﷺ پر سو مرتبہ درود شریف پڑھے۔

(۴۲) امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے صبح کے وقت "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ "تین بار پڑھا، اور سورہ حشر کی آخری تین آیتیں پڑھیں اللہ تعالیٰ اس کے اوپر ستر ہزار فرشتے مقرر فرما دیتا ہے جو اس کے لئے شام تک استغفار کرتے رہتے ہیں۔ اور جس نے یہ کلمات اور آیتیں شام کو پڑھیں تو صبح تک اس کا بھی یہی درجہ ہے۔

(شامی ج ا ص ۵۲ ۲ مطلب فی تعداد الشہداء باب الشہید کتاب الصلاۃ احکام میت ص ۱۱۲)

یہاں تک شہید کی دو قسموں کا بیان ہوا جس کا حاصل یہ ہے کہ پہلی قسم تو دنیا اور آخرت دونوں کے اعتبار سے شہید ہے دنیا کے اعتبار سے اس کو اس لئے شہید کہا جاتا ہے کہ

اس کو شہید ہونے کے بعد نہ غسل دیا جاتا ہے اور نہ ہی کفن پہنایا جاتا ہے اور آخرت کے اعتبار سے اس کو اس لئے شہید کہا جاتا ہے کہ اس کو آخرت میں شہیدوں کا ثواب ملتا ہے اور شہید کی دوسری قسم وہ ہے جسے شہید قسم ثانی یا شہادت حکمیہ کہتے ہیں اس کا حکم یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی بشارت کے مطابق انہیں آخرت میں شہادت کا درجہ عطا ہو گا اور شہید کی طرح اعزاز و اکرام اور ثواب کا معاملہ ان کے ساتھ ہو گا لیکن دنیا میں ان پر شہیدوں کے احکامات جاری نہیں ہوں گے۔ یعنی ان کو عام میت کی طرح غسل و کفن دیا جائے گا۔

سوال :۔ جو شخص میدان جہاد میں شہید ہو جائے، حقوق العباد کے علاوہ اس کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

جواب :۔ جو شخص میدان جہاد میں شہادت حاصل کر لے یا کوئی شخص ویسے ہی اپنی موت مر جائے دونوں کے لئے یہ حکم ہے کہ اگر اس نے مال چھوڑا ہے تو اس مال میں سے پہلے کفن دفن کا خرچہ اور قرض ادا کر دیا جائے اس کے بعد جو مال باقی بچے اس کے تہائی حصہ سے قضا نمازوں اور روزوں کا فدیہ دیا جائے بشرطیکہ اس نے وصیت کی ہو، اگر میت نے وصیت نہیں کی، تو وارثوں پر فدیہ کا ادا کرنا واجب نہیں کر دیں تو یہ میت پر احسان ہے اگر اس نے وصیت کی ہے تو تہائی مال کی حد تک وصیت پر عمل کرنا واجب ہے۔ اگر تہائی حصہ میں مال اس قدر کم ہے کہ پوری نمازوں اور روزوں کا فدیہ ادا نہیں ہو سکتا تو پھر وراثت کا مال تقسیم ہونے کے بعد ہر بالغ وارث اپنے حصہ میں خوش دلی سے میت کی قضا نمازوں اور روزوں کا فدیہ ادا کر سکتا ہے ایک قضا نماز اور ایک قضا روزے کا فدیہ تقریباً پونے دو کلو گندم ہوتا ہے احتیاطاً دو کلو گندم دیدیا جائے تو بہتر ہے۔ ہر دن رات میں وتر ملا کر چھ نمازیں ہوتی ہیں اس لئے میت نے جتنی نمازیں چھوڑی ہیں ایک دن کی چھ نمازوں کے حساب سے فدیہ ادا کیا جائے، جو شخص میدان جہاد میں جا رہا ہو افضل صورت یہ ہے کہ وہ اپنے گھر والوں یا کسی عزیز کو اطلاع کر جائے کہ میرے ذمہ اتنی قضا نمازیں یا اتنے قضا روزوں کا فدیہ ادا کرنا ہے میری شہادت کے بعد ادا کر دیا جائے' یا میرے ذمہ لوگوں کا اتنا قرض ہے تاکہ شہادت کے بعد وارثوں کو زیادہ تفتیش نہ کرنی پڑے اسی طرح اگر اس کے ذمہ حج فرض تھا اور اس نے حج

بدل کی وصیت بھی کی ہے تو اس وصیت پر ترکہ کے ایک تہائی مال کی حد تک عمل واجب ہے۔اگر اس کے ذمہ کوئی جائز نذر یا منت ادا کرنے سے رہ گئی ہو تو اس کا ادا کرنا بھی مال کے تیسرے حصہ میں سے ہوگا۔

(شہادت کی اقسام و احکام ص ۵۹)

جدید ایٹمی ہتھیار اور آلات کی وجہ سے آج کل طرح طرح کے حادثات اور سانحات رونما ہوتے رہتے ہیں جس سے بعض اوقات پیچیدہ صورت حال پیش آجاتی ہے۔ بعض اوقات اس طرح کی اموات اور ہلاکتیں ہوجاتی ہیں کہ جن سے ان کے غسل و کفن اور جنازہ کی صورت حال مشکل ہوجاتی ہے لہٰذا ایسی صورت حال کے شرعی احکام کو ذیل میں درج کیا جاتا ہے تاکہ ضرورت پیش آنے پر ان سے رہنمائی حاصل کی جاسکے۔

جو شخص پانی میں ڈوب کر مرگیا ہو

اگر کوئی شخص پانی میں ڈوب کر مرگیا ہو تو اس کو نکالنے کے بعد غسل دینا فرض ہے پانی میں ڈوبنا غسل کے لئے کافی نہیں کیونکہ میت کو غسل دینا زندوں پر فرض ہے اور ڈوبنے میں زندوں کا کوئی عمل نہیں ہوا البتہ اگر پانی سے نکالتے وقت غسل کی نیت سے میت کو پانی میں حرکت دیدی جائے تو غسل ادا ہوجائے گا (بشرطیکہ اس پانی پر "ماء کثیر" کی تعریف صادق آتی ہو)۔

(البحرالرائق)

اس کے بعد میت کو باقاعدہ کفن دے کر نماز جنازہ پڑھ کر سنت کے مطابق دفن کریں۔لیکن اگر اسے باغیوں' ڈاکہ زنوں یا غیر مسلم ملک کے کافروں نے ڈبویا ہو اور اس میں شہید کی قسم اول کی وہ سب شرطیں موجود ہوں جو شہید کے بیان میں گذر چکی ہیں تو اس پر شہید قسم اول کے احکام جاری ہوں گے۔

جو لاش پھول گئی ہو

کسی کی لاش پانی میں ڈوبنے' یا تجہیز و تکفین میں تاخیر یا کسی اور وجہ سے اگر اتنی پھول جائے کہ ہاتھ لگانے کے بھی قابل نہ رہے یعنی غسل کے لئے ہاتھ لگانے سے پھٹ جانے کا

اندیشہ ہو' تو ایسی صورت میں لاش پر صرف پانی بہا دینا کافی ہے' کیونکہ غسل میں ملنا وغیرہ ضروری نہیں پھر باقاعدہ کفنا کر نماز جنازہ کے بعد دفن کرنا چاہیے' لیکن اگر نماز سے قبل لاش پھٹ جائے تو نماز پڑھے بغیر ہی دفن کر دیا جائے۔

(عالمگیری' بحرالرائق' احکام میت ص ۱۲۰)

جس لاش میں بدبو پیدا ہو گئی ہو

جس لاش میں بدبو پیدا ہو گئی ہو' مگر پھٹی نہ ہو اس کی نماز پڑھی جائے گی۔

(احکام میت ص ۱۲۱' فتاوی دارالعلوم مدلل ج ۵' ص ۳۲۵)

جو لاش پھٹ گئی ہو

جو لاش پھول کر پھٹ گئی ہو اس کی جنازہ کی نماز ساقط ہے اس کی نماز نہ پڑھی جائے۔

(البحرالرائق امدادالاحکام' احکام میت ص ۱۲۱)

صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ برآمد ہو

جس لاش کا گوشت وغیرہ سب علیحدہ ہو گیا اور اس کی صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ برآمد ہوا تو اس ڈھانچہ کو غسل دینے کی ضرورت نہیں' اس پر نماز جنازہ بھی نہ پڑھی جائے بلکہ ویسے ہی کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔

(امدادالاحکام ص ۸۳۷' ج ۱' احکام میت ص ۱۲۱)

جو شخص جل کر مر گیا ہو

جو شخص آگ یا بجلی وغیرہ سے جل کر مر جائے اسے باقاعدہ غسل و کفن دے کر اور نماز جنازہ پڑھ کر سنت کے مطابق دفن کیا جائے۔

(احکام میت ص ۱۲۱' درمختار)

لیکن جس شخص کو باغیوں' ڈاکہ زنوں یا غیر مسلم ملک کے کافروں نے جلا کر مارا ہو' یا وہ معرکہ جنگ میں مرا ہوا پایا جائے' اور اس میں شہید کی قسم اول کی سب شرائط موجود

ہوں تو اس پر شہید کے احکام جاری ہوں گے۔

جل کر کوئلہ ہو جانے کا حکم

جو شخص جل کر بالکل کوئلہ بن گیا یا بدن کا اکثر حصہ جل کر خاکستر ہو گیا' تو اس کو غسل و کفن دینا اور جنازہ کی نماز پڑھنا کچھ واجب نہیں ہے' یونہی کسی کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دینا چاہئے اور اگر بدن کا اکثر حصہ جلنے سے محفوظ ہو اگرچہ سر کے بغیر ہو یا آدھا بدن سر کے ساتھ محفوظ ہو یا پورا جسم جلا ہو مگر معمولی جلا ہو گوشت' پوست اور ہڈیاں سالم ہوں تو اس کو باقاعدہ غسل و کفن دے کر اور جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کرنا چاہئے۔

(احکام میت ۱۲۲)

دب کر یا گر کر مرنے والے کا حکم

جو شخص کسی دیوار یا عمارت کے نیچے دب کر مر جائے' یا کسی بلند جگہ سے نیچے گرے' یا فضائی حادثہ کا شکار ہو کر ہلاک ہو جائے اور بدن کا اکثر حصہ محفوظ ہو تو اس کو باقاعدہ غسل و کفن دے کر اور جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کرنا چاہئے۔ لیکن اگر یہ حادثہ دشمن کافروں' یا باغیوں یا ڈاکوؤں کی کاروائی سے ہوا ہو تو اس میں مرنے والوں پر شہید کے احکام جاری ہوں گے۔

(احکام میت ص ۱۲۲)

عام حادثات کا شکار ہونے والے کا حکم

موٹر سائیکلوں' ریل گاڑیوں اور دیگر سواریوں کے تصادم سے ہلاک شدگان کا بھی وہی حکم ہے جو اوپر کے مسئلہ میں بیان ہوا۔

(احکام میت ص ۱۲۲)

جو لاش کنویں یا ملبہ سے نہ نکالی جا سکے

اگر کوئی شخص کنویں وغیرہ میں گر کر یا کسی عمارت وغیرہ کے ملبہ میں دب کر مر گیا

ہو' اور وہاں سے لاش نکالنا ممکن نہ ہو تو مجبوری کے باعث اس کا غسل و کفن معاف ہے اور جہاں لاش ڈوبی یا دبی رہ گئی ہے اسی جگہ کو اس کی قبر سمجھا جائے گا اور اسی حالت میں اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

(شامی ' احکام میت ص ۱۲۳)

جو لاش سمندر وغیرہ میں لاپتہ ہو جائے

کوئی شخص سمندر میں ڈوب کر مر گیا اور لاش کا پتہ نہ چلے یا کسی اور طریقہ سے مرا ہو' اور لاش گم یا لاپتہ ہو گئی ہو' تو ایسی صورت میں غسل و کفن نماز جنازہ اور تدفین سب معاف ہیں۔ اس کی نماز جنازہ غائبانہ بھی نہ پڑھی جائے۔ کیونکہ نماز جنازہ درست ہونے کے لئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ میت سامنے موجود ہو۔

(شامی ' احکام میت ص ۱۲۳)

مسلمانوں اور کافروں کی لاشیں خلط ملط ہو کر پہچانی نہ جاسکیں

کسی حادثہ میں اگر مسلمانوں اور کافروں کی لاشیں خلط ملط ہو جائیں تو اگر مسلمان کسی بھی علامت مثلاً ختنہ وغیرہ سے پہچانے جاسکیں تو ان کو الگ کر لیا جائے اور ان کا غسل نماز جنازہ اور دفن وغیرہ سب کام مسلمانوں کی طرح کئے جائیں۔

(عالمگیری ج ۱ ص ۱۵۹ ' احکام میت ص ۱۲۳)

اور اگر مسلمانوں اور کافروں کے درمیان کسی طرح امتیاز نہ ہو سکے اور کسی علامت سے پتہ نہ چلے کہ کونسی لاشیں مسلمانوں کی اور کونسی کافروں کی ہیں تو اس کی مندرجہ ذیل تین صورتیں ہیں۔

۱۔ اگر مرنے والوں میں مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہو تو سب لاشوں کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے جو مسلمانوں کے ساتھ کیا جاتا ہے یعنی سب کو باقاعدہ غسل و کفن دے کر نماز جنازہ کے بعد مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے لیکن جنازہ کی نماز میں صرف مسلمانوں پر نماز پڑھنے کی نیت کی جائے' کافروں پر نماز جنازہ کی نیت کرنا جائز نہیں۔

(عالمگیری ج ۱ ص ۱۵۹ ' احکام میت ص ۱۲۴)

۲۔ اور اگر لاشیں کافروں کی زیادہ اور مسلمانوں کی کم ہوں تو سب لاشوں کو غسل و کفن دیا جائے اور ان پر نماز جنازہ صرف مسلمانوں کی نیت سے پڑھی جائے اور اس کے بعد سب کو کافروں کے قبرستان میں دفن کر دیا جائے۔

(شامی احکام میت ص ۱۲۴)

۳۔ اگر مسلمانوں اور کافروں کی لاشیں تعداد میں برابر ہوں تو سب کو غسل و کفن دے کر سب پر نماز صرف مسلمانوں کی نیت سے پڑھی جائے البتہ دفن کے مقام میں فقہاء کے تین اقوال ہیں ایک تو یہ کہ سب کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیا جائے۔

دوسرا یہ ہے کہ سب کو کافروں کے قبرستان میں دفن کر دیا جائے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ ان کے لئے کوئی الگ قبرستان بنا دیا جائے' اس تیسرے قول میں زیادہ احتیاط ہے لیکن ان میں سے جس قول پر بھی عمل کر لیا جائے گا' درست ہو گا۔

(شامی احکام میت ص ۱۲۴)

جس میت کا مسلمان ہونا معلوم نہ ہو

کسی مرد یا عورت کی لاش ملے اور کسی علامت وغیرہ سے معلوم نہ ہو کہ وہ مسلمان ہے یا کافر؟ تو جس علاقہ سے لاش ملی ہے وہاں اگر مسلمانوں کی اکثریت ہے تو اس کو مسلمان سمجھا جائے اور باقاعدہ غسل و کفن دے کر اور نماز پڑھ کر دفن کیا جائے' اور اگر وہاں غیر مسلموں کی اکثریت ہے تو اس کے ساتھ غیر مسلموں کا سا معاملہ کیا جائے۔

(درمختار' عالمگیری' احکام میت ص ۱۲۵)

جس میت کو غسل یا نماز جنازہ کے بغیر ہی دفن کر دیا گیا

اگر کسی مسلمان میت کو غلطی سے غسل دیئے بغیر یا نماز جنازہ پڑھے بغیر قبر میں رکھ دیا تو اگر مٹی ڈالنے سے پہلے یاد آجائے تو میت کو باہر نکال لیا جائے پھر اگر غسل بھی نہیں دیا تھا تو غسل دے کر نماز جنازہ پڑھ کر دفن کیا جائے اور اگر غسل دے دیا تھا تو صرف نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا جائے۔

اور اگر مٹی ڈالنے کے بعد یاد آئے تو غسل یا نماز کے لئے اب قبر کھولنا جائز نہیں ' اب حکم یہ ہے کہ جب تک گمان غالب یہ ہو کہ لاش پھٹی نہ ہوگی قبر ہی پر نماز پڑھی جائے اور قول راجح کے مطابق لاش پھٹنے کی کوئی خاص مدت مقرر نہیں 'کیونکہ موسم 'مقام اور میت کے موٹے دبلے ہونے سے یہ مدت مختلف ہوتی ہے 'لہٰذا جب تک ظن غالب یہ ہو کہ لاش پھٹی نہ ہوگی نماز جنازہ پڑھنا فرض ہے 'ایسی صورت میں قدرت کے باوجود نہ پڑھنے والے گناہگار ہوں گے ان پر لازم ہے کہ توبہ واستغفار کریں اور آئندہ ایسی غفلت نہ کریں۔

(شامی احکام میت ص ۱۲۶)

خودکشی کرنے والے کا حکم

جو شخص اپنے آپ کو غلطی سے یا جان بوجھ کر ہلاک کر دے تو اس کو باقاعدہ غسل وکفن دے کر اور نماز جنازہ پڑھ کر دفن کیا جائے۔

(درمختار 'احکام میت ص ۱۲۶)

کسی لاش کے ٹکڑے دستیاب ہوئے

اگر کسی کی پوری لاش دستیاب نہ ہو بلکہ جسم کے کچھ حصے دستیاب ہوں تو اس کی چند صورتیں ہیں۔

صرف ہاتھ یا ٹانگ 'یا سر 'یا کمر یا اور کوئی عضو ملے تو اس پر غسل وکفن اور نماز کچھ نہیں 'بلکہ کسی کپڑے میں لپیٹ کر یونہی دفن کر دینا چاہیے۔

جسم کے چند متفرق اعضاء مثلاً صرف دو ٹانگیں یا صرف دو ہاتھ یا صرف ایک ہاتھ اور ایک ٹانگ یا اسی طرح دیگر چند اعضاء ملیں اور یہ متفرق اعضاء مل کر میت کے پورے جسم کے آدھے حصہ سے کم ہوں 'میت کا اکثر حصہ غائب ہو تو ان اعضاء پر غسل وکفن اور نماز جنازہ کچھ نہیں 'یونہی کسی کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔

اور اگر میت کے جسم کا آدھا حصہ بغیر سر کے ملے تو اس کا بھی غسل وکفن اور نماز جنازہ کچھ نہیں۔یونہی کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔

اور اگر میت کے جسم کا آدھا حصہ مع سر کے ملے تو اس کو باقاعدہ غسل و کفن دے کر اور جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کیا جائے۔

اور اگر میت کے جسم کا اکثر حصہ مل جائے اگرچہ بغیر سر کے ملے تو بھی باقاعدہ غسل وکفن دے کر اور جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کیا جائے۔

(شامی و بہشتی گوہر احکام میت ص ۱۲۷)

دفن کے بعد باقی اعضاء ملے

کسی میت کے جسم کا اکثر حصہ ملا اور باقی حصہ نہ ملا اور بدن کے اکثر حصہ کو نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا' اس کے بعد جسم کا باقی حصہ ملا تو اب اس باقی حصہ پر جنازہ کی نماز نہیں پڑھی جائے گی بلکہ یونہی کسی کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔

(عالمگیری و شامی احکام میت ص ۱۲۸)

زندگی میں جسم سے علیحدہ ہو جانے والے اعضاء کا حکم

کسی زندہ شخص کا کوئی عضو اس کے بدن سے کٹ جائے' یا آپریشن کے ذریعہ علیحدہ کر دیا جائے' تو اس کا غسل وکفن اور نماز جنازہ کچھ نہیں' یونہی کسی کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔

(در مختار احکام میت ص ۱۲۸)

قبر سے صحیح سالم لاش بر آمد ہو

کوئی قبر کھل جائے اور کسی وجہ سے لاش باہر نکل آئے' مثلاً زلزلہ سے یا سیلاب وغیرہ سے یا کفن چور کی حرکت سے' اور اس پر کفن نہ ہو' تو اگر لاش پھٹ چکی ہے تو اب باقاعدہ کفن دینے کی ضرورت نہیں' کسی کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔

اور اگر لاش پھٹی نہ ہو تو اس کو پورا کفن سنت کے مطابق دینا چاہئے' اگر ایک ہی لاش کے ساتھ یہ واقعہ بار بار پیش آئے تو ہر مرتبہ اسے پورا مسنون کفن دیا جائے' اس کفن کا پورا خرچ اسی میت کے اصل ترکہ سے لیا جائے گا' اگرچہ میت مقروض ہو' البتہ اگر سارا

ترکہ قرض خواہوں میں تقسیم ہو چکا ہو' یا کسی اور مد میں میت کی وصیت کے مطابق تقسیم ہو گیا ہو تو قرض خواہوں سے' اور وصیت میں مال حاصل کرنے والوں سے اس کفن کے خرچ کا مطالبہ نہیں کیا جاسکتا۔

اور اگر اس کا ترکہ وارثوں میں تقسیم ہو گیا تھا تو ہر وارث کو جتنا جتنا فیصد حصہ میراث میں ملا تھا' کفن کا خرچ بھی اسی تناسب سے ہر وارث پر آئے گا۔

(درمختار وشامی ج ا ص ۸۰۹' احکام میت ص ۱۲۹)

ڈاکو یا باغی لڑائی میں قتل ہو جائیں

اگر ڈاکو یا باغی لڑائی کے دوران قتل ہو جائیں تو ان کی اہانت اور دوسروں کی عبرت کے لئے حکم یہ ہے کہ ان کو نہ غسل دیا جائے' نہ ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے بلکہ یونہی دفنا دیا جائے' لیکن اگر لڑائی کے بعد قتل کئے گئے' یا لڑائی کے بعد اپنی موت مرجائیں تو پھر ان کو غسل بھی دیا جائے گا اور نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی۔

یہی حکم ان لوگوں کا ہے جو قبائلی' وطنی' یا لسانی تعصب کے لئے لڑتے ہوئے مارے جائیں۔

(درمختار شامی ج ا ص ۸۱۴' احکام میت ص ۱۲۹)

شہید کی روح کو خواب میں دیکھنے کا مسئلہ

☆ اگر کوئی شخص شہید کی روح کو خواب کی حالت میں سبز یا سفید لباس میں دیکھے تو یہ جنتی ہونے کی علامت ہے۔

☆ شہید کی روح خواب میں جو بات کرے مثلاً میرے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا سلوک کیا اور اپنے حالات بتائے تو یہ اکثر ٹھیک ہوتے ہیں' ایک بزرگ کا قول ہے کہ مردہ مرنے کے بعد جھوٹ نہیں بولتا بشرطیکہ شیطان مردے کی شکل میں نہ آئے۔

☆ اگر شہید کی روح خواب کی حالت میں کوئی ناجائز وصیت کرے مثلاً میری قبر کو پکا کر دینا یا ہر سال عرس وغیرہ کروانا' یا فلاں وارث کو اتنا مال دیدینا اور فلاں وارث کو محروم

کر دینا' یا میری قبر کے پاس آ کر مرادیں مانگنا وغیرہ وغیرہ تو ایسی وصیت جو شرعاً ناجائز ہو کالعدم قرار دی جائے گی' بعض بزرگوں نے لکھا ہے کہ ایسا خواب جس میں مردہ ناجائز باتوں کی وصیت کرے اس خواب میں شیطانی خیالات کا زیادہ اثر ہوتا ہے۔

☆ خواب کی حالت میں شہید کی روح کی وہی وصیت قابل اعتبار سمجھی جائے گی جو شرعی طور پر جائز ہو جس میں شرعاً کوئی قباحت نہ ہو۔

یہاں ایک واقعہ عرض کرتا ہوں جس کو حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''عالم برزخ'' میں تحریر فرمایا ہے' جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شہداء کی ارواح منامی صورت میں ظاہر ہوتی ہیں۔

ثابت ابن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خواب میں تفصیلی ہدایات

عطاء خراسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ثابت ابن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی نے بیان فرمایا ہے کہ ثابت ابن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جنگ یمامہ میں شریک ہونے کے لئے تشریف لے گئے جن کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت کی پیشنگوئی فرمائی تھی' اور جب مسیلمہ کذاب سے مقابلہ ہوا تو انہوں نے اور سالم مولی حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گڑھے کھود لئے یعنی خندق بنائی کہ ان میں جم کر لڑیں گے' چنانچہ لڑے اور دونوں شہید ہو گئے' حضرت ثابت ابن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک اعلیٰ اور نفیس قسم کی زرہ پہنے ہوئے تھے ان کی لاشوں سے ایک مسلمان کا گذر ہوا تو اس نے زرہ چوری کر کے اپنے پاس رکھ لی' اگلے ہی دن ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے فرما رہے ہیں کہ میں تجھے ایک وصیت کرتا ہوں' خبردار اسے بدخوابی یا تخیل سمجھ کر ضائع مت کر دینا! اور وہ یہ کہ کل میں قتل ہوا تو ایک شخص میری لاش پر گذرا اور میرے جسم سے زرہ اتار کر لے گیا اس کا گھر فلاں جگہ ہے زرہ کی یہ علامتیں ہیں' تم خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جا کر کہنا کہ کسی آدمی کو بھیج کر اس شخص سے میری زرہ نکلوا لیں' اور جب تم مدینہ پہنچو تو خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جانا اور انہیں بتلانا کہ ثابت ابن قیس کے ذمہ اتنا قرض

ہے اور فلاں میرا غلام ہے اسے آزاد کر دیا جائے چنانچہ یہ شخص خواب کی ہدایت کے مطابق سب سے پہلے حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور تمام واقعہ سنایا حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے آدمی بھیج کر وہ زرہ نکلوائی اور سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جب اس شخص نے واقعہ سنایا تو انہوں نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کی وصیت جاری فرمادی۔

(عالم برزخ ص ۷، ۲ شہادت کی اقسام واحکام)

اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ شہداء کی ارواح کا خواب میں آنا برحق ہے' دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ مردہ خواب میں کوئی وصیت کرے جو شریعت کے خلاف نہ ہو یا ایسے امر کی تصدیق کرتا ہو جو قرآن وحدیث سے ثابت ہو تو اس کی تصدیق کی جائے گی۔

سچے خواب نبوت کا ایک جزو ہونے کی وجہ سے خوشخبری کا کام ضرور دے سکتے ہیں البتہ ان سے احکام ثابت نہیں ہوسکتے البتہ احکام کی وضاحت حاصل کی جاسکتی ہے۔

ہر ایک کو شہید کہنے کا عام رواج

شہادت ایک عظیم نعمت خداوندی ہے اور ہر مسلمان کو یہ خواہش رکھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اسے شہادت کی موت عطا فرمائے' خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہادت کی تمنا کیا کرتے تھے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں:

"عن ابی هريرة قال، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:
(الى ان قال) والذى نفسى بيده لوددت ان اقتل فى سبيل
الله ثم احيى ثم اقتل ثم احيى ثم اقتل ثم احيى ثم اقتل"

"قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے' میری خواہش وتمنا تو یہی ہے کہ میں اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں' پھر قتل کیا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں' پھر قتل کیا جاؤں۔"

(مسلم شریف ج ۲ ص ۱۳۳)

لہٰذا ہر مسلمان کو شہادت کی تمنا اور آرزو رکھنی چاہئے' اور اس کیلئے دعا بھی کرتے رہنا چاہئے' کہ اے اللہ جب بھی ہماری موت کا وقت آئے تو ہمیں اپنے راستے میں شہادت عظمیٰ عطا فرما۔

شہادت کا مرتبہ چونکہ بہت عظیم الشان ہے اور یہ مرتبہ انہی کو ملتا ہے جو قسمت کا دھنی ہو اور مقدر کا سکندر ہو' یہی وجہ ہے کہ مجاہدین کے درمیان یہ بات مشہور ہے کہ شہادت ہر ایک کو نہیں ملتی' بلکہ قسمت والوں کو ملتی ہے' یہ جملہ احقر نے بارہا مجاہدین کی زبانی افغانستان میں جہاد کے موقع پر سنا' کہ لوگ جہاد میں آنے سے ڈرتے ہیں کہ کہیں جان نہ چلی جائے' ان کا کہنا ہے کہ ہم لوگ تو سالوں سے شہادت کی تلاش میں نکلے ہوئے ہیں' لگتا ہے کہ ہماری شہادت کی دعاء اب تک قبول نہیں ہوئی' مجاہدین کا یہی کہنا ہے کہ شہادت بہت مشکل سے نصیب ہوتی ہے۔

افغانستان کی سرزمین پر ایک واقعہ مجاہدین کے ساتھ پیش آیا اس واقعہ میں ہمارے دارالعلوم کراچی کے طلباء بھی تھے۔ جنہوں نے اس واقعہ کو ہم سے خود نقل کیا ہے' کہ رات کو یہ طے ہوا کہ صبح ایک معرکہ میں جانا ہے امیر صاحب نے اس کی کچھ تفصیلات بتائیں' روانگی سے قبل کچھ ساتھیوں نے غسل کیا سفید کپڑے پہنے' خوشبو لگائی' خود امیر صاحب نے بھی یہی کیا' اس کے بعد ہم روانہ ہوئے تو لڑائی بہت زوردار ہوئی' اس معرکہ میں وہی حضرات شہید ہوئے جنہوں نے چلنے سے پہلے غسل کیا تھا اور سفید کپڑے پہن کر خوشبو لگائی تھی' بعد میں دوسرے ساتھی بھی ان پر رشک کرنے لگے۔ اس طرح کے اور بھی بیشمار واقعات مجاہدین میں زبان زد عام ہیں' جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ شہادت بہت ہی نصیب والوں کو عطا فرماتا ہے۔ نیز شہادت کے فضائل پر اور بھی بہت ساری آیات اور احادیث موجود ہیں جس سے اس کی اہمیت اور فضیلت کا اندازہ ہوتا ہے۔

لیکن یہ ساری اہمیت' فضیلت اور تمنائیں اور آرزوئیں اس شہید کیلئے ہیں جس کو قرآن و حدیث نے شہید کہا ہو' نبی کریم ﷺ کا شہادت کی آرزو کرنا اور صحابہ کرام رضوان

اللہ علیہما جمعین اور دیگر مجاہدین کا شہادت کی تمنا کرنا جیسا کہ ابھی اوپر عرض کیا گیا ہے اسی شہادت کیلئے تھا جس کو شریعت کی اصطلاح میں شہید کہا اور سمجھا جاتا ہے۔

ہمارے موجودہ دور میں شہید کے لفظ کو اس قدر غلط انداز میں استعمال کیا گیا اور کیا جا رہا ہے کہ ہر شخص خواہ کسی بھی سلسلہ میں مارا گیا ہو اس کو شہید کہہ دیا جاتا ہے اور شہید کے طور پر اس کی یادگاریں بنا دی جاتیں ہیں، حالانکہ بعض اوقات ایسے شخص کا شہادت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا بلکہ شرعی اعتبار سے اس کو شہید کہنا بھی جائز نہیں ہوتا۔

آجکل اس شخص کو بھی شہید کہہ دیا جاتا ہے جس کو کسی جرم کی پاداش میں سزاء موت ہوئی ہو، حالانکہ شہید کی جو تعریف فقہاء کرام نے کی ہے اس میں شہادت کیلئے یہ شرط بھی ہے کہ اس کو کسی جرم کی سزا کے طور پر قتل نہ کیا گیا ہو۔

بہت سارے تعلیم یافتہ حضرات اور مختلف تنظیمیں اور جماعتیں ایسے افراد کے نام کے ساتھ "شہید" کا اضافہ کر دیتی ہیں جن کو کسی جرم میں باقاعدہ عدالت سے سزائے موت ہوئی ہو، یہ انداز کسی طرح درست نہیں ہے، اکثر جماعتیں تو ایسے افراد کے نام کے ساتھ شہید کے لفظ کا اضافہ سیاسی وجوہات کی بناء پر کرتی ہیں، اسطرح کرنے سے ان کے سیاسی مقاصد کو فائدہ ضرور ہوتا ہو گا، لیکن یہ حضرات ایسے مواقع پر یہ بات بالکل فراموش کر دیتے ہیں کہ معمولی سے سیاسی فائدے کیلئے شہید جیسے مقدس نام کی کتنی بڑی توہین کی ہے اور قرآن وسنت کے ساتھ کیسا مذاق کیا ہے۔

اسی طرح لسانی فسادات کے موقع پر بھی دو گروہوں یا افراد کی آپس کے لڑائی جھگڑے کے نتیجہ میں کوئی شخص مارا جائے تو اس کو بھی ہمارے یہاں شہید کہا جانے لگا ہے، حالانکہ حدیث شریف کی وضاحت کے مطابق یہ شخص شہید نہیں ہے۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"عن ابی ھریرۃ قال، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لاتذھب الدنیا حتی یاتی علی الناس یوم

ری القاتل فیم قتل ولا المقتول فیم قتل فقیل کیف یکون
ذالک قال الھرج القاتل والمقتول فی النار"

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ' دنیا اس
وقت تک فنا نہیں ہوگی جب تک لوگوں پر ایسا دن (یعنی بدامنی '
اور فتنہ وفساد کا وہ دور) نہ آجائے جس میں نہ قاتل کو یہ معلوم
ہوگا کہ اس نے مقتول کو کیوں قتل کیا اور نہ مقتول (یا اس کے
ورثاء و متعلقین) کو یہ معلوم ہوگا کہ اس کو کیوں قتل کیا گیا'
پوچھا گیا کہ یہ کیونکر ہوگا (یعنی اس کی وجہ کیا ہوگی کہ قتل کا
سبب نہ قاتل کو معلوم نہ مقتول کو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہرج کے
سبب یعنی قتل وغارت گری کی کثرت کی وجہ سے یہ حالت
ہوجائے گی 'نیز قاتل ومقتول دونوں دوزخ میں جائیں گے۔"
(مشکوٰۃ ص ۴۶۲ کتاب الفتن)

مطلب یہ ہے کہ جب لڑائی کافروں سے نہ ہو بلکہ مسلمان ہی آپس میں دنیا کیلئے اور تعصبات کی بنا پر لڑ رہے ہوں اور دونوں گروپ یا افراد ایک دوسرے کو مار دینا چاہتے ہوں ان میں سے ایک کا داؤ چل جائے اور دوسرا شخص قتل ہوجائے تو ایسی صورت میں دونوں کو جہنمی فرمایا ہے۔ اس لئے کہ دونوں قتل وغارت گری کے ارادہ سے آئے تھے 'اور دونوں ہی ایک دوسرے کو ناحق قتل کرنا چاہتے تھے اس لئے قاتل ومقتول دونوں کو جہنمی فرمایا۔

"عن جبیر بن مطعم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
لیس منا من دعا الی عصبیة ولیس منا من قاتل عصبیة ولیس
منا من مات علی عصبیة"

"حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو ہم کو عصبیت کی

طرف دعوت دے اور وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو عصبیت
کے واسطے قتال کرے اور وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو
عصبیت پر جان دے۔"

(مشکوٰۃ ص ۴۱۸ باب المفاخرہ والعصبیۃ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو افراد لسانی اور مختلف قومی عصبیتوں کے پیچھے اپنی جان گنوا بیٹھتے ہیں ان کو شہید کا مرتبہ تو کیا ملتا نبی کریم ﷺ کی تصریح کے مطابق ایسے شخص کو آپ نے اپنوں میں بھی داخل نہیں فرمایا۔

اس لئے کسی کے ساتھ "شہید" کا لفظ لگانے سے پہلے یہ اچھی طرح غور کرلینا چاہئے کہ واقعی یہ شخص شہید ہے بھی یا نہیں۔

"وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: من خرج من الطاعۃ وفارق الجماعۃ فمات مات میتۃ جاھلیۃ ومن قاتل تحت رایۃ عمیۃ یغضب لعصبیۃ او یدعو لعصبیۃ او ینصر عصبیۃ فَقُتِلَ فَقِتْلَۃ جاھلیۃ ومن خرج علی امتی بسیفہ یضرب برھا وفاجرھا ولا یتحاشی من مومنھا ولا یفی لذی عھد عھدہ فلیس منی ولست منہ"

(رواہ مسلم)"

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص حاکم مسلمین کی اطاعت سے نکلا اور مسلمانوں کی متحدہ جماعت سے جدا ہوا اور اسی حال میں مرگیا تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی اور جو شخص ایک ایسے جھنڈے کے نیچے لڑا جس کا حق و باطل ہونا معلوم نہ ہو بلکہ محض تعصب سے غضبناک ہوا' یا تعصب کا داعی بنا' یا تعصب کی

حمایت کی اور اسی حال میں مارا گیا تو جاہلیت کی (حرام) موت
مرا۔ اور جو شخص میری امت کے خلاف تلوار لیکر کھڑا ہوا اور
امت کے اچھے برے آدمیوں کو مارا اور نہ مومن کی اس نے
پرواہ کی اور نہ عہد والے کے عہد کو اس نے پورا کیا وہ شخص مجھ
سے نہیں ہے اور نہ میں اس سے ہوں یعنی نہ وہ میرا ہے اور نہ
میں اس کا۔"

(مشکوۃ شریف ص ۳۱۹ کتاب الامارۃ)

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے ایسے افراد کو جو کہ تعصب میں مبتلا ہیں اور لسانیت اور صوبائیت وقومیت کے مسئلہ میں الجھے ہوئے ہیں اور اسی جھگڑے میں مرتے اور مارتے ہیں ان کی موت کو بھی نبی کریم ﷺ نے جاہلیت کی (حرام) موت قرار دیا ہے۔

صوبائیت لسانیت اور قومی تعصب کی ہوا ہمارے معاشرہ میں ایک عرصہ سے چلی آرہی ہے اور اب اس میں اضافہ ہی ہو رہا ہے لسانی تعصبات اور جھگڑے دن بدن بڑھتے جارہے ہیں، اور آئے دن مختلف مقابلوں اور فسادات میں لوگ مارے جارہے ہیں۔ اس حدیث کے مطابق ایسے افراد جو اس تعصبات اور آپس کے جھگڑوں میں مارے جائیں ان کی موت جاہلیت کی (حرام) موت ہے، لیکن انتہائی افسوسناک بات یہ ہے کہ ہمارے یہاں ایسے شخص کو شہید کہا جاتا ہے اور اس کی یادگاریں بنائیں جاتی ہیں سڑکیں ان کے نام سے منسوب کی جاتی ہیں، لیکن ایسے افراد جو ان جھگڑوں اور تعصبات میں مبتلا نہیں ہوتے اور ہنگاموں میں بے گناہ مارے جاتے ہیں ان کا معاملہ ان سے الگ ہے وہ شہید ہیں۔

ہمارے ملک میں کچھ عرصہ سے شہید کے لفظ کا جو استعمال ہو رہا ہے وہ انتہائی قابل توجہ اور قابل اصلاح ہے، ہر شخص خواہ وہ مجرم ہی کیوں نہ ہو دوسروں پر گولیاں چلاتے ہوئے ہی کیوں نہ مارا گیا ہو اس کو بھی شہید کہہ دیا جاتا ہے، دینی اور مذہبی اصطلاحات جن کا شریعت نے خود مفہوم بیان کر دیا ہے اور اس کے لئے شرائط اور تفصیلات بھی بتلادی ہیں ان کے استعمال میں ہمارے عوام وحکام اور ذرائع ابلاغ کو ذمہ داری کا ثبوت دینا

چاہئے۔ اور اس نام کو بے محل استعمال کرنے سے بچنا چاہئے۔

و آخر دعوانا عن الحمدللہ رب العلمین، و الصلوۃ و السلام علی سیدنا محمد خاتم النبیین و امام الشہداء و المجاہدین و علی الہ و اصحابہ و ازواجہ اجمعین و من تبعہ باحسان الی یوم الدین۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم، وتب علینا انک انت التواب الرحیم، و انت مولانا فانصرنا علی القوم الکفرین۔

کتبہ

محمد زبیر اشرف عثمانی

خادم طلبہ جامعہ دارالعلوم کراچی

عشرہ اخیرہ رمضان المبارک ۱۴۱۸ھ

...یہ تیرے پُر اسرار بندے!

جہادِ افغانستان کا منظر و پس منظر، چھاپہ مار جنگ کی آپ بیتی اور آنکھوں دیکھی تفصیلات، دُنیا کی ایک عظیم طاقت پر مٹھی بھر نہتے مجاہدین کی فتح کے ایمان افروز واقعات، جہاد کے بارے میں قرآن و سُنّت کی تعلیمات، میدانِ کارزار میں اُن کے مُعجز نما کرشمے اور موجودہ دُنیا پر اس کے عجیب و غریب اثرات

مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب

اِدارۃ المعارف کراچی ۱۴

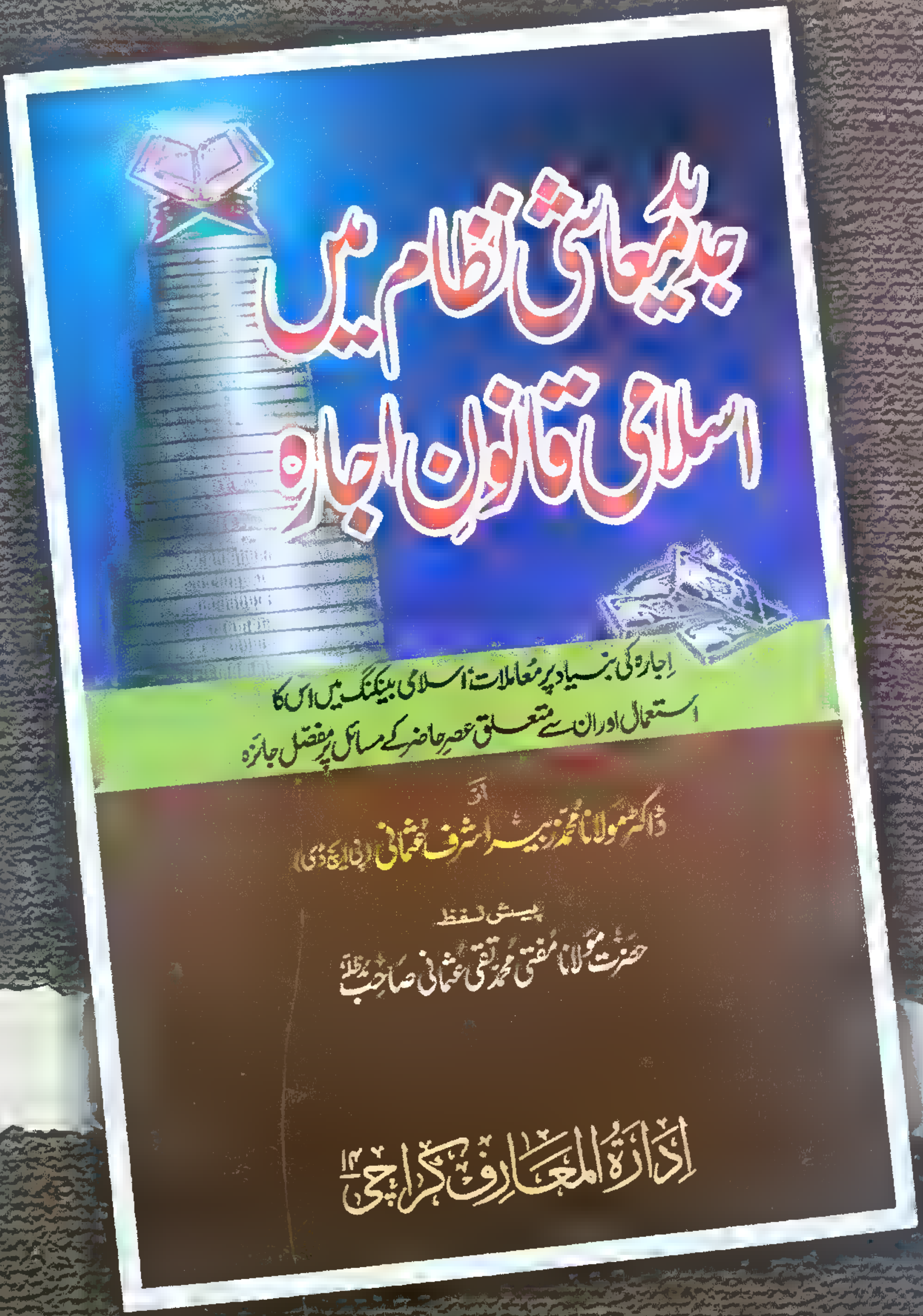
جدید معاشی نظام میں
اسلامی قانونِ اجارہ
اجارہ کی بنیاد پر معاملات، اسلامی بینکنگ میں اس کا
استعمال اور ان سے متعلق عصرِ حاضر کے مسائل پر مفصل جائزہ
از
ڈاکٹر مولانا محمد زبیر اشرف عثمانی (پی ایچ ڈی)
پیش لفظ
حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ
ادارۃ المعارف کراچی